Postal Regd. No. LW/NP/63/2009 TO 2011
R. N. I. No. UP. Urdu/2001/6071

Fortnightly

Vol. No. 48 Issue No. 08

تعمیرِ حیات لکھنؤ

پندرہ روزہ

Tagore Marg, Badshah Bagh, Lucknow-07

Ph. Off. : 0522-2740406
Fax : 0522-2741221
E-mail : nadwa@sancharnet.in

25 Febraury, 2011

شہنشاہ ارض وسما کی بادشاہی کا اعلان

اسلام کی دعوت شرک کی تردید اور توحید کی تعلیم سے شروع ہوئی اور اس کے بعد شرائع واحکام آہستہ آہستہ بڑھتے رہے اور اللہ کی رضا جوئی، طاعات وعبادات کی دعوت، فرائض وحقوق کی ادائی، قلوب ونفوس کی صفائی، اخلاق کی برتری اور برگزیدگی کی تعلیم وتربیت تدریج کے ساتھ تکمیل کو پہونچتی گئی، ساتھ ہی ساتھ سلطنت کا نظام خود بخود بنتا گیا اور وہ بھی تکمیل کو پہنچ گیا، اس موقع پر ایک تشبیہ کا ازالہ ضروری ہے۔

اسلام کے سارے دفتر میں ایک حرف بھی ایسا موجود نہیں جس سے یہ معلوم ہو کہ قیام سلطنت اس دعوت کا اصل مقصد تھا، عقائد وایمان، شرائع واحکام اور حقوق وفرائض اس کے لیے بمنزلہ تمہید تھے، بلکہ جو کچھ ثابت ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ شرائع وحقوق وفرائض ہی اصل مطلوب ہیں اور ایک حکومت صالحہ کا قیام، ان کے لئے بجہ اطمینان اور سکون خاطر کا باعث ہے تاکہ وہ احکام الٰہی کی تعمیل بآسانی کرسکیں۔

دنیا میں جو سلطنتیں قائم ہوئیں یا ہوتی [illegible] ہے کہ ایک فاتح ایک گروہ کو لے کر اٹھتا ہے اور لاکھوں کو تہ تیغ کر کے اپنی طاقت سے سارے [illegible] ہزاروں گھروں کو ویران کر کے سب کو مرعوب کر کے اپنی سرداری اور بادشاہی کا اعلان کر دیتا ہے، اور ان تمام خونریزیوں کا مقصد یا تو شخصی سرداری یا خاندانی برتری یا قومی [illegible] ہوتی ہے مگر اسلامی جنگ وجہاد اور اسلامی نظام سلطنت کی جدوجہد میں ان میں سے کوئی چیز بھی مطمح نظر نہیں، رسول [illegible] ﷺ کی شخصی سرداری، نہ خاندان قریش کی بادشاہی، نہ عربی سلطنت، نہ دنیا کی مالی غرض وہوس، بلکہ اس کا ایک ہی مقصد تھا صرف ایک شہنشاہ ارض وسما کی بادشاہی کا اعلان اور ایک فرمان الٰہی کے آگے سارے بندگان الٰہی کی سرافگندگی۔

علامہ سید سلیمان ندوی

سالانہ زرتعاون -/250

۱۰ مارچ ۲۰۱۱ء

فی شمارہ -/Rs.12

Mobile: 09415786548

Mohd. Akram Jewellers

Phone: Shop: 0522-3299010
Mobile : 9839197868

Near Odeon Cinema, Lucknow

New

Sana Jewellers

ثنا جوپلرس

Riyaz Ahmad
Ghayas Ahmad

Ph: 2266786

۳۰۱/۱۷ سرائے بانس، اکبری گیٹ، چوک لکھنؤ-۳

301/17, Srai Bans
Akbari Gate, Chowk, Lucknow-3

Md. Aslam : 9415002532
9335628375
Md. Imran : 9838122052
Md. Rehan : 7860737094

Shop: 2613726 - 4048340
Res.: 2226177
Akbari Gate: 2268848

سونے چاندی کی دنیا میں ۷۵ سالہ دیرینہ نام

حاجی صفی اللہ جویلرس

ہمارا نیا شوروم

گربڑ جھالہ کے سامنے امین آباد لکھنؤ پروپرائٹر: محمد اسلم

Branch : Nagina Market, Akbari Gate Lko. Mobile : 9839654567 - 9335913718

HAJI SAFIULLAH JEWELLERS

Opp: Gadbad Jhala Aminabad, Lucknow-18

Designed By: Saleh Mahmood, Lko. Mobile : 9956304667

Qiba Evening

قبا اوننگ

مینوفیکچررس

ٹیررس اوننگ - ونڈو اوننگ = ڈوم اوننگ
فکس اوننگ - لان اوننگ - ڈیموڈینٹ

سل کراسنگ گوری بازار سروجنی نگر کانپور روڈ لکھنؤ

Tel : 0522-2817580 - 9335236026 - 9839095795

لکھنؤ کے قدیم مشہور ومعروف صندل سے تیار کردہ

اظہار سن پرفیومرس

IZHARSON PERFUMERS

H.O. : Akbari Gate, Chowk, Lucknow.
Tel : 0522-2255257 Mobile : +91-9415009102
Branch : C-5 Janpath Market, Hazratganj
Lucknow 226001 U.P. INDIA Cell 91-9415784932
E-mail : izharsonperfumers@yahoo.com

Editor Shamsul Haq Nadwi, Printed & Published By Athar Husain
On behalf Majlis-e-Sahafat-wa-Nashriyat at Azad Printing Press Mahboob Building Nazirabad, Lko. Ph.: 9415100085

پندرہ روزہ
لکھنؤ

تعمیرِ حیات

جلد نمبر ۴۸ شمارہ نمبر ۹

۱۰ر مارچ ۲۰۱۱ء مطابق ۴ر ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ

زیر سرپرستی

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی
(ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ)

زیر نگرانی

مولانا سید محمد حمزہ حسنی ندوی
(ناظر عام ندوۃ العلماء لکھنؤ)

مدیر مسئول

شمس الحق ندوی

نائب مدیر

محمود حسن حسنی ندوی

مجلس مشاورت

◆ مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی ◆ مولانا خالد ندوی غازی پوری
◆ امین الدین شجاع الدین

سالانہ زرتعاون -/250 فی شمارہ -/12
ایشیائی، یورپی، افریقی وامریکی ممالک کے لئے $50 ڈالر

ڈرافٹ منیجر تعمیر حیات کے نام سے بنائیں اور دفتر تعمیر حیات ندوۃ العلماء لکھنؤ کے پتہ پر روانہ کریں، چیک سے بھیجی جانے والی رقم قابل قبول نہ ہوگی۔ اس میں ادارہ کا نقصان ہوتا ہے۔ براہ کرم اس کا خیال رکھیں۔

ترسیل زر اور خط وکتابت کا پتہ

Tameer-e-Hayat
Tagore Marg, Badshah Bagh, Lucknow-226007
E-mail: nadwa@sancharnet.in, Ph: (0522) 2740406

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

آپ کے خریداری نمبر کے پیچھے اگر کالی لکیر ہے تو سمجھئے کہ آپ کا زرتعاون ختم ہو چکا ہے۔ لہٰذا جلد ہی زرتعاون ارسال کریں اور کسی آزار کو بچانے کیلئے اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں۔ اگر موبائل یا فون نمبر ہو تو اپنے شہر کے کوڈ نمبر کے ساتھ لکھئے۔ (منیجر تعمیر حیات)

پرنٹر وپبلشر اطہر حسین نے آزاد پرنٹنگ پریس، نظیر آباد، لکھنؤ سے طبع کرا کے دفتر تعمیر حیات مجلس صحافت ونشریات نیگور مارگ، بادشاہ باغ لکھنؤ سے شائع کیا۔

اِس شمارے میں

شعروادب
رحمت عالم ﷺ — مولانا سید محمد ثانی حسنیؒ — ۲

اداریہ
فریب عقل — شمس الحق ندوی — ۳

انسان کامل
نبی کریم ﷺ کی کاملیت — علامہ سید سلیمان ندویؒ — ۵

اسوۂ حسنہ
سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ — حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی — ۸

تذکیر واصلاح
صلہ رحمی کے فوائد — مولانا حکیم سید عبدالحی حسنیؒ — ۱۱

چشم کشا
نگاہ مرد مومن سے.... — مولانا ابوالکلام آزادؒ — ۱۳

صحبت صالح
اچھے لوگوں کی صحبت... — مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی — ۱۶

محاسن اسلام
مساوات انسانی کی عملی تصویر — شیخ مصطفیٰ سباعی/ قیصر حسین ندوی — ۲۰

فقہ وفتاویٰ
سوال وجواب — مفتی محمد ظفر عالم ندوی — ۲۳

حقوق وآداب
حضرات صحابہ کرامؓ کے حقوق.. — خالد فیصل ندوی — ۲۴

عالم اسلام
تیونس کا انقلاب.... — محمد جاوید اختر ندوی — ۲۸

روداد سفر
حیدرآباد کے دو دن — محمود حسن حسنی ندوی — ۳۰

airosa INTERNATIONAL

ایروسا انٹرنیشنل

اعلیٰ خدمات وبہترین رہنمائی کا قابل اعتماد مرکز

ہماری خدمات

پروپرائٹر
ارشد خان

ویسٹرن یونین منی ٹرانسفر
مقامی وبیرونی ہوٹل ریزرویشن
چھٹیوں میں ٹور اور ٹریول کا خاص انتظام

ویزٹ ویزہ، فیملی ویزہ، بجنس ویزہ کی اسٹیمپنگ سروس

IATA TAFI WESTERN UNION MONEY TRANSFER

Tel.: 0522-4911111 - Mobile : 9305573100 (24x7) - E-mail: airosa@rediffmail.com
G-1, Natraj Complex, 11-B.N. Road, Lalbag, Lucknow- 226001

جدید دلکش سونے، چاندی کے زیورات کیلئے ہمارے شوروم

گہنہ پیلس
GEHNA PALACE

میں آپ کا خیر مقدم ہے

Whenever you See Jewellery Think of us

حاجی عبدالرؤف خاں، حاجی محمد معروف خاں، محمد فاروق خاں (چاند)

ایک مینارہ مسجد کے سامنے، اکبری گیٹ، چوک لکھنؤ
Phone : 0522-2260433, Mobile : 9415024686

شعروادب

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم

مولانا سید محمد ثانی حسنیؒ

وہ حضور پاک وہ خیرالبشر خیرالانام
آپؐ ہیں ختم رسولاں سرگروہ انبیاء
آپؐ ہیں شاہ جہاں شاہ دلاں شاہ زمن
آپؐ کا پیارا تبسم غنچہ و گل کا نکھار
آپؐ کی ہر ہر اَدا بیکل دلوں کی ہے بہار
آپؐ کے دم سے ہوا ہر کم نظر عالی نظر
دم قدم سے آپؐ کے ٹوٹا طلسم بولہب
آپؐ سے راحت ملی ہر بیکس و مظلوم کو
رحمت عالم بناکر آپؐ کو بھیجا گیا
آپؐ ہیں نور سراپا آپؐ ہیں خلق عظیم
آپؐ نے ہم کو دکھائی راہ حق راہ نجات
اللہ اللہ آپؐ کا رتبہ شبِ معراج میں
آپؐ کا جانا خدا کے پاس عرش پاک تک
آپؐ کی امت کو فرمایا گیا خیرالامم
آپؐ کی امت بلاشک امت مرحوم ہے

ہم خدا کے نام کے بعد آپؐ کا لیتے ہیں نام
آپؐ ہیں عالم کے آقا آپؐ کا عالم غلام
آپؐ کے دم سے مہ و سال و شب و دن صبح وشام
آپؐ کا روئے منور نازش ماہ تمام
آپؐ کا دلکش ترنم آپؐ کا شیریں کلام
آپؐ کے دم سے ہوا دلشاد ہر ناشاد کام
مصطفائی آپ کے دم سے ہوئی عالم میں عام
آپؐ کے دم سے ملا عورت کو عزت کا مقام
آپ کے ہیں ماہ رو اور آپؐ کے ہیں مشک فام
آپؐ ہیں حسن مجسم آپؐ ہیں رحمت تمام
آپؐ نے ہم کو بتایا کیا حلال اور کیا حرام
انبیاء ہیں مقتدی اور آپ ہیں ان کے امام
بن کے محبوب و مقرب راز دارانہ کلام
آپؐ کی امت کو بخشا ہے خدا نے یہ مقام
امتوں میں آپؐ کی امت بنی مسک الختام

ہیں محمدؐ اور احمدؐ آپؐ کے پاکیزہ نام
آپؐ پر لاکھوں درود اور آپؐ پر لاکھوں سلام

☆☆☆☆☆

اداریہ

فریب عقل یا فکر کی خام خیالی

شمس الحق ندوی

انسانوں کی اکثریت ہر چیز کو عقل کے پیمانے سے ناپنا چاہتی ہے اور واقعہ بھی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو عقل کی نعمت سے سرفراز فرما کر تمام مخلوقات میں اس کو وہ مرتبہ عطا کیا کہ ہر اگلے دن ترقی کی حیرت انگیز منزلیں طے کرتا جارہا ہے لیکن وہ عقل جو عام انسانوں کو عطا ہوئی ہے، اس کا دائرہ محدود ہے اور خالق کائنات اور نظام کائنات لامحدود۔

لہٰذا یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ محدود لامحدود کو اپنے دائرہ عمل میں لے لے، اس لئے جو ذات لامحدود ہے اس کے ادراک وعرفان کے لئے علوم انبیاء کی ضرورت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے وحی والہام کے ذریعہ ان کو عطا کیا ہے کہ وہ ماورائے عقل وگمان باتوں کی تعلیم سے قافلۂ انسانی کو اس رخ پر لے چلیں جس پر چل کر وہ عقل کی خام خیالی سے اپنے کو بچا سکتا ہے، علوم انبیاء کی مثال اور عام عقل انسانی کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے ایک شخص سونا تولنے کی ترازو سے یہ امید لگائے کہ اس سے پہاڑ تول سکتا ہے۔

لیکن اس سے یہ بات تو ثابت نہیں ہوئی کہ کانٹا اپنی تول میں سچا نہیں۔ اسی طرح عقل کے حدود ہیں، جہاں اس کو ٹھہرنا پڑتا ہے وہ اپنے حدود سے آگے نہیں بڑھ سکتی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کو بھی اپنے دائرہ عقل میں داخل کرلے بلکہ بقول ابن خلدون: ”بلکہ وہ اللہ کے پیدا کئے ہوئے بے شمار ذرات میں سے ایک حقیر ذرہ ہے“۔

لہٰذا شارع علیہ السلام کے بتائے ہوئے عقیدہ اور عمل پر قائم رہنا ہی ہوشمندی ہے کیوں کہ وہ انسانوں کی بھلائی کے حریص ہیں اور انسانوں کے لئے نفع بخش چیزوں کو زیادہ جانتے ہیں، انسان کو اپنی حقیقت ومرتبہ اور اشرف المخلوقات ہونے کے منصب کو پہچاننے کے لئے انہیں کی تعلیمات کو اپنانا پڑے گا، ان کی تعلیمات کے سامنے عقل کی ترازو سے اور اس کے دائرہ کار سے نکلے بغیر وہ اپنے اصل مقام کو نہیں پہچان سکتا ہے، جگر مرحوم نے اسی پس منظر میں کہا تھا۔

نہیں جاتی کہاں تک عقل انسانی نہیں جاتی
مگر اپنی حقیقت آپ پہچانی نہیں جاتی

اور اقبال مرحوم نے اس کو اس طرح ادا کیا ہے۔

اچھا ہے دل کے پاس رہے پاسبان عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

مگر جب دل ودماغ میں یہ بات رچ بس جائے کہ عزت ونیک نامی صرف جاہ ومنصب ہی سے حاصل ہوسکتی ہے اور زندگی کا مزہ صرف زمانہ اور سوسائٹی کی موافقت میں ہے، یہ وہ مادی منطق اور طرز استدلال ہے جو انسانی تجربہ اور مشاہدہ پر مبنی ہے، لہٰذا اس ذہنیت کے شکار اور ظاہری ترقی اور چمک دمک کے غلام یہ سمجھنے کی صلاحیت کھو بیٹھتے ہیں کہ ان اسباب وسائل کے سوا جو حصول جاہ اور اونچی سوسائٹی کے تصرف میں نظر آتی ہیں، ایک سبب اور ہے وہ ہے ارادۂ الٰہی، جو مختلف اوقات میں ﴿وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ﴾ کی صورت میں اپنا جلوہ دکھاتا رہتا ہے، پھر بھی جو مسلمان موجودہ ماحول وتہذیب کی ظاہری چمک دمک پر فدا ہورہے ہیں اور اس سے دور رہنے والے اور بچنے والے مسلمانوں کو کمتر وناعاقبت اندیش سمجھتے ہیں، ان کو سمجھانے اور دولت اسلام وایمان کی قدر وقیمت کو دو دو چار کی طرح جتانے کے لئے قرآن کریم سے بڑھ کر اور کون سی یقینی اور قطعی بات بیان کی جاسکتی ہے، جس پر روشن خیال مسلمانوں کا بھی ایمان ہے، اس حقیقت کو قرآن سے بڑھ کر کیسے

سمجھا جاسکتا ہے، ایسے لوگوں کو دھوکا یہ ہوتا ہے کہ آخر دوسری قومیں اسلام اور پیغمبر اسلام کی منکر ہوتے ہوئے کیوں ترقی کررہی ہیں؟ وجہ وہی ہے کہ وہ سونا تولنے کی ترازو سے پہاڑ تولنا چاہتے ہیں، وہ عقل کے اس دائرہ سے باہر نکل کر اس ارشاد قرآنی پر غور کریں تو یہ دھوکا اور فکری خام خیالی دور ہوجائے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اَیَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّھُمْ بِہٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِیْنَ، نُسَارِعُ لَھُمْ فِی الْخَیْرَاتِ بَلْ لَّا یَشْعُرُوْنَ﴾ (مؤمنون)۔ یعنی کیا یہ لوگ گمان کررہے ہیں کہ ہم ان کو جو کچھ مال واولاد دیتے چلے جاتے ہیں، تو ہم ان کو جلدی جلدی فائدے پہنچا رہے ہیں نہیں بلکہ یہ لوگ سمجھتے نہیں۔

یہ دھوکا عام وعالم گیر ہے، آج تک ہزاروں، لاکھوں مذہب اسی میں مبتلا ہیں۔ تکوینی عیش وراحت کو اپنی حقانیت ومقبولیت کی دلیل سمجھ رہے ہیں، حالانکہ نظام تکوینی میں قانون ربوبیت کے تحت سانپوں، بچھوؤں سبھی کی پرورش وکفالت ہوتی رہتی ہے۔ (تفسیر ماجدی)

ایک مسلمان کو جو معمولی سوجھ بوجھ بھی رکھتا ہے، اس فریب عقل اور فکر کی خام خیالی سے قطعاً دھوکہ نہ کھانا چاہئے جس کو آیت بالا میں بہت کھول کر بیان کردیا گیا ہے۔

ماحول کے اثر سے ہماری نئی نسل نہایت شک وتذبذب کا شکار ہے، اور قوموں کی ظاہری ترقی اور بے راہ روی کی زندگی سے دھوکا کھا کر ایمان واسلام کی دولت بے بہا سے دور ہوتی جارہی ہے۔ ہمیں ترقی سے نہیں روکا گیا ہے بلکہ ترقی کے غلط طریقوں اور ان کے غلط استعمال سے روکا گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''اخلاص اور نیک نیتی کے ساتھ اس دنیا کے کاموں کو خدا کے بتائے ہوئے اصول کے مطابق انجام دینا دین ہے''۔ جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ شریعت کے اصول کے مطابق دنیاداری ہی دین داری ہے، جن لوگوں نے دین میں غلو کی وجہ سے یہ سمجھا کہ تنہائی میں بیٹھ رہنا، کسی غار اور پہاڑ کے کھوہ میں بیٹھ کر خدا کو یاد کرنا دین داری ہے۔ اور آل واولاد، دوست احباب، ماں باپ، قوم وملک اور خود اپنی آپ مدد، روزی روٹی، ضروریات زندگی کی فکر اور پرورش اولاد دنیاداری ہے، حالانکہ رسول اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم یہ ہے کہ خدا کے حکم کے مطابق ان حقوق وفرائض کو بخوبی ادا کرنا عین دینداری اور عبادت ہے۔

لہٰذا یہ کہنا کہ دین دنیا کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ بنتا ہے، اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ دنیا جھوٹ ودغابازی، رشوت وچور بازاری سے حاصل کی جائے، دنیا حاصل کرنے کا یہ وہ طریقہ ہے جو لوٹ مار، قتل وغارت گری کی راہ پر لے جاتا ہے، اور باہمی پیار ومحبت، صاف ستھرا معاشرہ اور سوسائٹی، باہمی میل ملاپ سب اس کی بھینٹ چڑھ جاتے ہیں، جو اس وقت ہم کھلی آنکھوں دیکھ رہے ہیں۔ لہٰذا اس طرح کی ترقی کو ترقی سمجھنا اور اس راہ پر چلنے اور بڑھنے والوں کو دیکھ کر دھوکا کھانے کے بجائے ایک بندۂ مؤمن کو اوپر ذکر کی گئی آیت شریفہ کو بار بار پڑھتے رہنا چاہئے اور اس حقیقت کو آئینہ کی طرح سامنے رکھے کہ اس طرح کی ترقی پانی کے بلبلے اور سمندر کے جھاگ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔ اقبال مرحوم نے اسی پس منظر میں کہا تھا ؎

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے
مؤمن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہے آفاق

☆☆☆☆☆

امت کا سکون برہم کیا جائے

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اب بھی زندگی اور طاقت کا ایسا سرچشمہ ہیں جن سے عالم اسلام کی خشک رگوں میں زندگی کا گرم اور تازہ خون دوڑ سکتا ہے۔

موجودہ عالم اسلام کی بیماری، پریشانی اور بے اطمینانی نہیں ہے، بلکہ حد سے بڑھا ہوا اطمینان وسکون، دنیا کی زندگی پر قناعت اور حالات سے مصالحت ہے، آج دنیا کا عالمگیر فساد اور انسانیت کا زوال اور ماحول کی خرابی اس کے اندر کوئی بے چینی نہیں پیدا کرتی، اس کو زندگی کے اس نقشہ میں کوئی چیز غلط اور بے محل نظر نہیں آتی، اس کی نظر اپنے ذاتی مسائل اور مادی فوائد سے آگے نہیں بڑھتی، اس کی موجودہ افسردگی اور مردہ دلی کا سبب صرف یہ ہے کہ اس کا پہلو خلش سے اور اس کا دل تپش سے خالی ہے۔

اس لئے ضرورت ہے کہ یہ مبارک کش مکش پھر پیدا کی جائے، اور اس امت کا سکون برہم کیا جائے، اس کو اپنی ذات اور اپنے مسائل کی فکر کے بجائے (جو جاہلی قوموں کا شعار ہے) انسانیت کا درد وغم، ہدایت ورحمت کی فکر اور آخرت اور محاسبۂ الٰہی کا خطرہ پیدا ہو، اس امت کی خیر خواہی اس میں نہیں ہے کہ اس کے لئے سکون واطمینان کی دعا کی جائے، بلکہ اس میں ہے کہ اس کے لئے درد واضطراب کی دعا کی جائے اور برملا کہا جائے ؎

خدا تجھے کسی طوفاں سے آشنا کر دے — کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں

انسان کامل

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کاملیت

علامہ سید سلیمان ندویؒ

کسی زندگی کا کامل ہونا، ہر نقص سے بری ہونا، اس وقت تک ثابت نہیں ہوسکتا، جب تک اس کی زندگی کے تمام اجزا ہمارے سامنے نہ ہوں۔ نبی کریمؐ کی زندگی کا ہر لمحہ پیدائش سے لے کر وفات تک آپ کے زمانے کے لوگوں کے سامنے اور آپ کی وفات کے بعد تاریخ عالم کے سامنے ہے۔ آپؐ کی پیدائش شیر خوار کی، بچپن ہوش وتمیز جوانی، تجارت آمد ورفت، شادی، احباب، قبل نبوت قریش کی لڑائی اور قریش کے معاہدے میں شرکت، امین شرکت، امین بننا، خانۂ کعبہ میں پتھر نصب کرنا، رفتہ رفتہ تنہائی پسندی، غار کی گوشہ نشینی، وحی، اسلام کا ظہور، دعوت وتبلیغ مخالفت، سفر طائف، معراج، ہجرت، غزوات، حدیبیہ کی صلح، دعوت اسلام کے نامہ وپیام، اسلام کی اشاعت، تکمیل دین، حجۃ الوداع، وفات۔ ان میں سے کون سا زمانہ ہے، جو دنیا کی نگاہوں کے سامنے نہیں اور آپ کی کون سی حالت ہے، جس سے اہل تاریخ ناواقف ہیں۔ سچ جھوٹ صحیح، غلط ہر چیز الگ موجود ہے اور ان کو ہر شخص جان سکتا ہے۔

الھنا بیٹھنا، سونا جاگنا، شادی بیاہ، بال بچے، دوست احباب، نماز روزہ، دن رات کی عبادت صلح وجنگ، آمد وفت، سفر وحضر، نہانہ دھونا، کھانا پینا، ہنسنا رونا، پہننا، اوڑھنا، چلنا پھرنا ہنسی مذاق بولنا چالنا، خلوت، ملنا جلنا، طور طریقہ، رنگ وبو، خدوخال قدوقامت یہاں تک کہ میاں بیوی کے خانگی تعلقات اور ہم خوابی وطہارت ہر چیز پوری روشنی میں مذکور ہے۔ میں یہاں پر آپ کو ''شمائل ترمذی'' کے ابواب پڑھ کر سناتا ہوں، جن سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ نبی کریم ﷺ کے جزئی واقعات بھی کس طرح قلمبند کئے گئے ہیں:

۱۔ اللہ کے رسول ﷺ کے حلیے اور صورت شکل کے بیان میں
۲۔ اللہ کے رسول ﷺ کے کنگھی کرنے کے بیان میں
۳۔ اللہ کے رسول ﷺ کے خضاب کے بیان میں
۴۔ اللہ کے رسول ﷺ کے پکے ہوئے بالوں کے بیان میں
۵۔ اللہ کے رسول ﷺ کے سرمہ لگانے کے بیان میں
۶۔ اللہ کے رسول ﷺ کے لباس کے بیان میں
۷۔ اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی بسر کرنے کے بیان میں
۸۔ اللہ کے رسول ﷺ کے موزوں کے بیان میں
۹۔ اللہ کے رسول ﷺ کے پاپوش کے بیان میں
۱۰۔ اللہ کے رسول ﷺ کی خاتم کے بیان مین
۱۱۔ اللہ کے رسول ﷺ کی تلوار کے بیان میں
۱۲۔ اللہ کے رسول ﷺ کی زرہ کے بیان میں
۱۳۔ اللہ کے رسول ﷺ کی خود کے بیان میں
۱۴۔ اللہ کے رسول ﷺ کے عمامے کے بیان میں
۱۵۔ اللہ کے رسول ﷺ کی ازار کے بیان میں
۱۶۔ اللہ کے رسول ﷺ کی رفتار کے بیان میں
۱۷۔ اللہ کے رسول ﷺ کے منہ پر کپڑا ڈالنے کے بیان میں
۱۸۔ اللہ کے رسول ﷺ کی نشست کے بیان میں
۱۹۔ اللہ کے رسول ﷺ کے تکیے، بستر کے بیان میں
۲۰۔ اللہ کے رسول ﷺ کے ٹیک لگانے کے بیان میں
۲۱۔ اللہ کے رسول ﷺ کے کھانے کے بیان میں
۲۲۔ اللہ کے رسول ﷺ کی روٹی کے بیان میں
۲۳۔ اللہ کے رسول ﷺ کے گوشت اور سالن کے بیان میں
۲۴۔ اللہ کے رسول ﷺ کے رات کو باتیں کرنے اور قصہ کہنے کے بیان میں
۲۵۔ اللہ کے رسول ﷺ کے کھانے سے پہلے اور پیچھے دعا پڑھنے کے بیان میں
۲۶۔ اللہ کے رسول ﷺ کے پیالے کے بیان میں
۲۷۔ اللہ کے رسول ﷺ کے میوے کے بیان میں
۲۸۔ اللہ کے رسول ﷺ کیا پیتے تھے کے بیان میں
۲۹۔ اللہ کے رسول ﷺ کیسے پیتے تھے کے بیان میں
۳۰۔ اللہ کے رسول ﷺ کے خوشبو لگانے کے بیان میں
۳۱۔ اللہ کے رسول ﷺ کے باتیں کرنے کے بیان میں
۳۲۔ اللہ کے رسول ﷺ کے شعر پڑھنے کے بیان میں
۳۳۔ اللہ کے رسول ﷺ کے وضو کرنے کے بیان میں
۳۴۔ اللہ کے رسول ﷺ کے سونے کے بیان میں
۳۵۔ اللہ کے رسول ﷺ کی عبادت کے بیان میں
۳۶۔ اللہ کے رسول ﷺ کے خندہ تبسم کے بیان میں
۳۷۔ اللہ کے رسول ﷺ کے مزاح کے بیان میں
۳۸۔ اللہ کے رسول ﷺ کی چاشت کی نماز کے بیان میں
۳۹۔ اللہ کے رسول ﷺ کے گھر میں نفل پڑھنے کے بیان میں
۴۰۔ اللہ کے رسول ﷺ کے روزہ رکھنے کے بیان میں
۴۱۔ اللہ کے رسول ﷺ کے قرآن پڑھنے کے بیان میں
۴۲۔ اللہ کے رسول ﷺ کے گریہ وبکا کے بیان میں
۴۳۔ اللہ کے رسول ﷺ کے بستر کے بیان میں
۴۴۔ اللہ کے رسول ﷺ کی تواضع کے بیان میں
۴۵۔ اللہ کے رسول ﷺ کے اخلاق کے بیان میں

۴۶۔اللہ کے رسول ﷺ کی عجامت کے بیان میں
۴۷۔اللہ کے رسول ﷺ کے اسمائے گرامی کے بیان میں
۴۸۔اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی کی صورت حال کے بیان میں
۴۹۔اللہ کے رسول ﷺ کے سن وسال اور عمر کے بیان میں
۵۰۔اللہ کے رسول ﷺ کی وفات کے بیان میں
۵۱۔اللہ کے رسول ﷺ کے میراث متروکہ کے بیان میں

یہ آپ ﷺ کے تمام ذاتی حالات ہیں، ان میں سے ہر ایک عنوان کے متعلق کہیں متعدد کہیں بکثرت واقعات ہیں اور ان میں سے ہر پہلو صاف اور روشن ہے۔اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی کا کوئی لمحہ پردے میں نہ تھا۔اندر آپ بیوی اور بال بچوں کے مجمع میں ہوتے تھے۔باہر معتقد اور دوستوں کی محفل میں۔

بڑے سے بڑا آدمی اپنے گھر میں معمولی آدمی ہوتا ہے، اسی لئے والٹیر کے مشہور فقرے کے مطابق کوئی شخص اپنے گھر کا ہیرو نہیں ہوسکتا۔باسورتھ اسمتھ کی رائے میں کم از کم یہ اصول پیغمبر اسلام کے متعلق صحیح نہیں ہے۔گبن نے لکھا ہے کہ تمام پیغمبروں میں سے کسی نے اپنے پیروؤں کا اس قدر امتحان نہیں لیا، جس قدر محمد نے۔آپ ﷺ نے دفعتاً اپنے کو سب سے پہلے ان لوگوں کے سامنے بحیثیت انسان پیش کیا، جو آپ کو بہت اچھی طرح جانتے تھے اپنی بیوی، اپنے غلام، اپنے بھائی، اپنے سب سے زیادہ واقف کار دوست کے سامنے اور ان سب نے بلاپس وپیش آپ کے دعوے کی صداقت کو تسلیم کرلیا۔بیوی سے بڑھ کر انسان کی اندرونی کمزوریوں سے واقف کوئی دوسرا نہیں ہوسکتا۔مگر کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ سب سے پہلے وہی آپ پر ایمان لائیں۔وہ نبوت سے پہلے پندرہ برس تک آپ کی رفاقت میں رہ چکی تھیں اور آپ کے ہر حال اور ہر کیفیت کی نسبت ذاتی واقفیت رکھتی تھیں۔بڑے سے بڑا انسان جو ایک بیوی کا شوہر ہو، وہ بھی ہمت نہیں کرسکتا کہ وہ اس کو یہ اذن عام دے دے کہ تم میری ہر حالت اور ہر خلق اور ہر واقعے کو برملا کہہ دو۔اور جو کچھ چھپا ہے، وہ سب ظاہر کردو۔مگر اللہ کے رسول ﷺ کی بیک وقت نو بیویاں تھیں، اور ان میں سے ہر ایک کو یہ اذنِ عام تھا کہ خلوت میں مجھ سے جو کچھ دیکھو، وہ جلوت میں سب سے برملا بیان کردو۔جورات کی تاریکی میں دیکھو وہ دن کی روشنی میں ظاہر کردو۔اخلاقی وثوق واعتماد کی مثال کہیں اور مل سکتی ہے؟

حافظ ابن قیم نے زادالمعاد میں آپ ﷺ کے حالات کا خاصا استقصاء کیا ہے چنانچہ صرف ذاتی حالات کی فہرست ملاحظہ فرمائیے:

آپ ﷺ کا طریقہ رسل ورسائل، آپ کے کھانے کا طریقہ، آپ کے نکاح اور ازدواجی تعلقات کا طریقہ، خواب وبیداری کا طریقہ، سواری کا طریقہ، لونڈی اور غلام کو اپنی خدمت کے لئے قبول فرمانے کا طریقہ، آپ کے معاملات اور خرید وفروخت کا طریقہ، حوائج ضروری کے آداب، اصلاح اور خط بنوانے کا طریقہ، مونچھوں کے رکھنے اور ترشوانے میں آپ کا طریقہ، آپ کا طرز کلام، آپ کی خاموشی، آپ کا خندہ فرمانا، آپ کا رونا، آپ کا طریقہ خطابت، طریقۂ وضو، موزوں پر مسح کرنے کا طریقہ طریقۂ تیمم، قعدۂ اخیرہ میں آپ کی نشست کی کیفیت، آپ کے نماز میں بیٹھنے اور تشہد کے وقت انگلی اٹھانے کا طریقہ، آپ کا نام میں سلام پھیرنے کا طریقہ، نماز میں آپ کا دعا فرمانا، آپ کا سجدہ سہو کرنے کا طریقہ، آپ کا نماز میں سترہ کھڑا کرنے کا طریقہ، سفر وحضر، مسجد اور گھر میں آپ کے سنن ونوافل پڑھنے کا طریقہ، تہجد یا فجر کی سنت کے بعد آپؐ کے استراحت کا طریقہ، آپ کے تہجد پڑھنے کا طریقہ، رات کی نماز اور وتر پڑھنے کا طریقہ، آپ کا وتر کے بعد بیٹھ کر نماز پڑھنے کا طریقہ، آپ کے قرآن پڑھنے کی کیفیت، آپ کی چاشت کی نماز کا طریقہ، آپ کے سجدہ شکر بجالانے کا طریقہ، آپ کے سجدہ قرآن ادا کرنے کا طریقہ، آپ کے جمعہ کے معمولات، آپ کے جمعہ کے دن کی عبادت کا طریقہ، آپ کے خطبہ دینے کا طریقہ، صلوٰۃ عیدین میں آپ کا طریقہ، سورج گہن کے وقت کے نماز کا طریقہ، استسقاء میں آپ کے نماز پڑھنے کا طریقہ، آپ کے سفر کا طریقہ، آپ کے قرآن پڑھنے کا طریقہ، آپ کے دونمازوں کو اکٹھی پڑھنے کا طریقہ، جنازوں کے متعلق آپ کا طریقہ، جنازوں کے ساتھ تیز قدم اٹھانے کا طریقہ، آپ کا میت پر کپڑا ڈالنے کا بیان کسی میت کے آنے پر اس کے متعلق آپ کے سوال کرنے کا طریقہ، جنازہ کی نماز میں آپ کا طریقہ، چھوٹے بچوں پر نماز جنازہ پڑھنے میں آپ کا معمول، خودکشی کرنے کرنے والے اور جہاد کے مال غنیمت میں خیانت کرنے والے پر آپ کا نماز نہ پڑھنا، جنازہ کے آگے آگے آپ کے چلنے وغیرہ کا طریقہ، نماز جنازہ غائب پر آپ کے نماز پڑھنے کا طریقہ، جنازہ کے لئے آپ کے کھڑے ہونے کا طریقہ، تعزیت اور زیارت قبور میں آپ کا طریقہ، صلوٰۃ خوف میں آپ کا طریقہ، زکوٰۃ اور صدقات میں آپ کا

طریقہ، روزہ میں آپ کا طریقہ، آپ کا رمضان میں زیادہ عبادت کرنے کا طریقہ، چاند دیکھنے کے ساتھ ہی روزہ افطار کے متعلق آپ کا طریقہ، چاند کے دیکھنے کی گواہی قبول کرنے میں آپ کا طریقہ، عرفہ کے دن عرفہ کی وجہ سے افطار فرمانے اور جمعہ، شنبہ، یکشنبہ میں آپ کے روزہ رکھنے کا طریقہ، آپ کے پے درپے روزہ رکھنے کا طریقہ، آپ کے نفل روزہ رکھنے اور اس کے ٹوٹ جانے پر ادا کرنے کو واجب نہ سمجھنے کا طریقہ، روز جمعہ کو روزہ کے لئے مخصوص کرلینے پر آپ کا کراہت فرمانا، آپ کے اعتکاف کا طریقہ، حج وعمرہ میں آپ کا طریقہ، آپ کا ایک سال میں دو عمرہ ادا کرنے کا طریقہ، آپ کے حجوں کی کیفیت، آپ کا حج میں اپنے دست مبارک سے قربانی فرمانے کا طریقہ، آپ کا حج میں سرمنڈانے کا طریقہ، ایام حج میں آپ کے خطبوں کا طریقہ، عیدالاضحیٰ میں آپ کے قربانی کرنے کا طریقہ، عقیقہ میں آپ کا طریقہ، نومولود بچہ کے کان میں اذان دینے اور اس کا نام رکھنے اور اس کا ختنہ کرنے میں آپ کی عادات، ناموں اور کنیتوں کے رکھنے میں آپ کا طریقہ، بولنے میں احتیاط اور الفاظ کے انتخاب میں آپ کا طریقہ، اذکار وظائف میں آپ کا طریقہ، گھر میں داخلہ کے وقت آپ کا طریقہ، بیت الخلاء جانے اور وہاں سے واپس آنے کا طریقہ، آپ کے کپڑا پہننے کا طریقہ، وضو کی دعا کے متعلق آپ کا طریقہ، اذان کے وقت الفاظ اذان کے دہرانے کے متعلق آپ کا طریقہ، رؤیت ہلال کے وقت آپ کے دعا فرمانے کا طریقہ، آداب سلام میں آپ کا طریقہ، آپ کا دوسروں کے گھر میں اجازت مانگ کر داخل ہونے کا طریقہ، آداب سفر میں آپ کے طریقے اور سفر میں دعاؤں کے پڑھنے کا طریقہ، نکاح کی دعاؤں کے متعلق آپ کا طریقہ، بعض الفاظ کے استعمال کو مکروہ سمجھنے میں آپ کی عادت، غزوات اور جہاد میں آپ کا طریقہ، قیدیوں کے متعلق آپ کا معمول، قیدی جاسوس اور غلام کے متعلق آپ کا معمول، صلح کرنے، امان دینے، جزیہ مقرر کرنے اور اہل کتاب ومنافقین وکفار کے ساتھ علی الترتیب آپ کے برتاؤ کرنے کا طریقہ، آپ کا امراض قلب اور امراض بدن کے علاج کرنے کا طریقہ۔

میں نے آپ کے سامنے جزئی باتوں کی اجمالی فہرست پیش کی ہے۔اس سے آپ یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جب ان چھوٹی چھوٹی باتوں کو محفوظ رکھا گیا ہے، تو بڑی بڑی اہم باتوں کی کیا تفصیل موجود نہ ہوگی، غرض ایک انسان کی زندگی کے جس قدر پہلو ہوسکتے ہیں وہ سب محفوظ اور مذکور ہیں۔

اب آپ نے سمجھا ہوگا کہ کاملیت سے کیا مقصود تھا اور میرے اس دعویٰ کی (کہ اس معیار پر سیرت محمدی کے سوا انبیاء میں کسی کی سیرت محفوظ نہیں) صداقت آشکار ہوگئی ہوگی۔

وقت کم ہے اور مضمون ابھی بہت باقی ہے، تاہم یہ مختصر اُسن لیجئے کہ آپؐ خواہ خلوت میں ہوں یا جلوت میں، مسجد میں ہوں یا میدان جہاد میں، نماز شبانہ میں مصروف ہوں، یا فوجوں کی درستی میں، منبر پر ہوں یا گوشہ تنہائی میں، ہر وقت اور ہر شخص کو حکم تھا کہ جو کچھ میری حالت اور کیفیت ہو وہ سب منظر عام پر لائی جائے۔ازواج مطہرات آپؐ کے خلوت خانوں کے حالات سنانے اور بتانے میں مصروف رہیں۔مسجد نبویؐ میں ایک چبوترہ ان عقیدت مندوں کے لئے تھا جن کے رہنے کو گھر نہ تھے، وہ باری باری سے دن کو جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاتے اور اس سے روزی حاصل کرتے اور سارا وقت آپ کے ملفوظات سنتے، آپ کے حالات دیکھنے اور آپ کی معیت میں گذارنے کے لئے صرف کرتے تھے، ان کی تعداد ستر کے قریب تھی۔ان ہی میں حضرت ابوہریرہؓ ہیں جن سے زیادہ کسی صحابی کی روایات نہیں۔یہ ہستیاں معتقد جاسوسوں کی طرح شب وروز ذوق وشوق کے ساتھ آپ کے حالات دیکھنے اور دوسروں سے ان کو بیان کرنے میں مصروف رہتی تھیں، دن میں پانچ وقت مدینہ میں رہنے والی تمام آبادی دس برس تک مسلسل آپ کی ایک ایک حرکت وسکون اور ایک ایک جنبش کو دیکھتی رہی، غزوات اور لڑائیوں کے موقع پر ہزار ہا صحابہ گوشب وروز آپ کو دیکھنے اور آپ کے حالات مبارکہ سے واقف ہونے کا موقعہ ملتا تھا۔فتح مکہ میں دس ہزار، تبوک میں تیس ہزار اور حجۃ الوداع میں تقریباً ایک لاکھ صحابہ* کو آپ کی زیارت کے مواقع ملتے رہے اور خلوت وجلوت، گھر اور باہر، صفہ اور مسجد، حلقہ تعلیم اور میدان جنگ تک میں جس نے جس حال میں آپ کو دیکھا اس کی عام اشاعت کی نہ صرف اس کو اجازت، بلکہ حکم اور تاکید تھی۔

اب آپ سمجھ سکتے ہیں کہ آپ کی زندگی کا کون سا پہلو ہوگا جو زیر پردہ رہا ہوگا اور اس پر بھی ایک شخص تک آپ پر خردہ گیری نہ کرسکا، آج بھی آپ کے دشمن اور مخالف پوری چھان بین اور تلاش وجستجو کے بعد مسئلہ جہاد اور تعداد ازواج کے سوا آپ پر کوئی حرف گیری نہ کرسکے۔تو اب ایسی زندگی کو معصوم اور بے گناہ کہنا زیبا ہے یا ان زندگیوں کو جن کا بڑا حصہ ہماری نگاہوں سے اوجھل اور پوشیدہ ہے۔

☆☆☆☆☆

اسوۂ حسنہ

آخری قسط

سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ساری انسانی برادری کے لیے اعلیٰ اور بہترین نمونہ

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

دوسرا موقع وہ آیا جب آپ کے خاندان نے آپ کی جان ہی لے لینے کا منصوبہ بنایا، اپنے بااثر مشفق چچا کے فوت ہوجانے کے بعد ہی سے آپ کے قبیلہ کے جانی دشمن حضرات مزید بیباک اور ظالم ہوگئے تھے، اب انھوں نے اس منصوبہ کو ایک رات انجام دینے کا پروگرام بنالیا ان کے اس مصمم ارادہ قتل اور اس کی کھلی ہوئی کوشش کے علم میں آنے پر جس کی اطلاع اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو ملی چنانچہ آپؐ نے اپنے رب کی اجازت سے رات کے اندھیرے میں وطن عزیز کو چھوڑ دینے کا فیصلہ کیا اور مدینہ منورہ کا سفر فرمایا جہاں کے لوگ پہلے سے ہمدردی اور تعاون کا یقین دلا چکے تھے، اور آپ کے وطن عزیز چھوڑ کر وہاں منتقل ہوجانے پر انھوں نے پورا تعاون بھی دیا، مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد پہلے اس شہر کے لوگوں کی ہمدردی سے مستفید ہونے لگی تھی، اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وہاں آجانے سے مسلمانوں کی اپنی ایک جمعیت اور سوسائٹی قائم ہوگئی جو بااختیار زندگی کی سہولت رکھتی تھی اور اپنا خود اختیاری نظام قائم کرسکتی تھی لہٰذا یہاں سے مسلمانوں کی زندگی کا نیا دور شروع ہوا، آپ کا اور آپ کی زندگی کا نیا مرحلہ بھی راحت وعیش کا نہ تھا بہ نیا مرحلہ بھی آزمائشوں اور مشکل حالات سے گذرنے اور ایمان ویقین اور حکمت وصبر کی صفات کے ساتھ اس نظام زندگی کی دشواریوں سے گذرنے اور اس کے لائق حکمت عملی اختیار کرنے کا مرحلہ تھا، پہلا مرحلہ جو مکہ کا تیرہ سالہ مرحلہ تھا زندگی کی انفرادی مشکلات اور عزیز واقارب کی عداوتوں اور ایذارسانیوں کو پوری سیر چشمی کے ساتھ برداشت کرنے میں گزرا، ایمان وعزیمت، دعوت وتبلیغ اور مکارم اخلاق کا تھا جس میں ظلم کا جواب دینے یا اس کا انتقام لینے کی اجازت نہ تھی، اب نئے مرحلہ میں دعوت کے مقصد کو سینے سے لگائے ہوئے اجتماعی زندگی کو مرتب کرنے اور اس کے معاملات کو دین حق کے تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے انجام دینا تھا، اور عزیز واقارب کے دائرہ سے آگے بڑھ کر مختلف النوع افراد اور جماعتوں اور مخالفوں سے معاملہ تھا، یہ نظام زندگی بھی اپنی الگ نوع کی مشکلات رکھتا تھا، اور اس میں اجتماعی زندگی کے بھی چیلنج سامنے آرہے تھے، جن کا مقابلہ بھی کرنا تھا اور جواب بھی دینا تھا، مکہ کی زندگی میں مسلمان مغلوب اور کمزور تھے، لیکن آپؐ ایمان وعمل میں پختہ اور ناقابل شکست ہمت وعزیمت کے مالک تھے، مقابلہ میں کمزوری اور برداشت کے ساتھ عقیدہ عمل میں ہمت وعزیمت کو بہت صبر وحکمت کے ساتھ جمع کیے ہوتے تھے، اب مدنی زندگی میں کمزوری کی جگہ اجتماعی طاقت حاصل ہوگئی تھی، اس کی بنا پر اپنے دشمنوں سے اجتماعی سطح پر معاملہ رکھنا تھا، اور ان کی دشمنی پر مناسب ردعمل ظاہر کرنا تھا، اس طرح سے ان نئے حالات میں نئے اسلوب وطریقہ سے ہمت وعزیمت کو اختیار کرنا تھا، سابقہ صورت حال بدل جانے کی دشواریوں میں تبدیلی نہیں آئی البتہ اب دشواریوں کا طرز دوسرا ہوگیا، اب اجتماعی نظام زندگی میں ابھرنے والی مشکلات سامنے آئیں جن کے لئے ہمت وعزیمت اور صبر وحکمت کی اسی طرح ضرورت باقی رہی جو پہلے تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو اس کے مطابق چلایا اور نظام زندگی کو نئے تقاضوں کے مطابق بنایا اور مشکلات کے مقابلہ میں صبر وعزیمت کا پورا ثبوت دیا۔

مسلمانوں پر اب ان کے دشمن مسلح اجتماعی طاقت سے حملہ آور ہوتے اور آپ مسلمانوں کے ساتھ ان کا اسی کے مطابق مقابلہ کرتے، پھر خود شہر کے اندر اجتماعی زندگی میں انفرادی ومخالفانہ جذبات وعزائم جو دشمن فرقے یہودیوں کی طرف سے اور منافقین کی طرف سے پیش آئے ان کو جھیلتے اور ان کے سلسلہ میں مناسب رویہ اختیار کرنے کا عمل نہایت تحمل کے ساتھ کبھی برداشت کے ساتھ کبھی جزم وحزم کے ساتھ اختیار کرتے۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے نہایت اعلیٰ اور جامع انسانی صفات عطا فرمائی تھیں، ایسی صفات کہ جن سے اپنے معاشرہ میں زبردست وقار قائم ہوا، اور پر ہمت اور پر عزیمت تقاضوں میں جن سے معاشرہ کے معاملات پڑسکتے تھے، اس میں ہمت وعزیمت کے لحاظ سے کوئی کوتاہی بھی نہیں کی، اور اعلیٰ مقصد کے لئے اپنے عزیز اور قدردانوں سے کسی بھی اختلاف ہونے پر کریمانہ برتاؤ ہی اختیار کیا۔

زندگی کے مختلف مراحل میں جیسا جیسا تقاضا پیدا ہوا، اس کو اعلیٰ اصول اور مقصد بلند کے بموجب ذمہ داری بخوبی انجام دی، زندگی کے شعور کا زمانہ جو عموماً انسان کے چھ سالہ عمر سے شروع ہوتا ہے، آپ کے لئے حالات بالکل ناسازگار تھے، ماں باپ دونوں سے محرومی ہوچکی تھی، لیکن آپ نے اپنی شخصیت کی تعمیر میں اس کو اثر انداز نہیں ہونے دیا، اور قریب تر اعزہ سے جو محبت مل سکتی تھی اسی سے کام چلایا، آغاز جوانی تک اپنے شریفانہ اخلاق کو آپؐ نے پورے معاشرہ میں تسلیم کرالیا، اور عملی زندگی میں معاش کی ضرورت کو شریفانہ انداز میں پورا کیا اور عائلی زندگی بھی اچھے معیار سے شروع کی، اور نبوت کی ذمہ داری ملنے پر اس کے اعلیٰ تقاضوں کو بخوبی پورا کیا، اور اس سلسلہ میں جو مصائب پیش آئے خندہ پیشانی سے گوارہ کیا، بالآخر مخالفوں نے آپ کی زندگی ہی کو جب ختم کرنے کا تہیہ کرلیا تو نقل مکانی کی، اور نیا دور شروع کیا، یہ سب اللہ تعالیٰ کے خصوصی نظام کے تحت انجام پایا جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے:

بسم اللہ الرّحمن الرّحیم

﴿وَالضُّحیٰ وَالَّیلِ اِذَا سَجٰی مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلیٰ وَ لَلْاٰخِرَةُ خَیرٌ لَّكَ مِنَ الْاُولیٰ وَلَسَوفَ یُعطِیكَ رَبُّكَ فَتَرضیٰ، اَلَم یَجِدكَ یَتِیمًا فَاٰوٰی وَ وَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰی وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغنٰی فَاَمَّا الْیَتِیمَ فَلَا تَقْهَرْ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ وَاَمَّا بِنِعمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ﴾ (سورۃ الضحیٰ)

جس کا مجموعی مفہوم حسب ذیل ہے:

اس سورہ میں آغاز اور رات کے سکون کے حوالے سے کہ جو انسان کے حرکت عمل اور پھر رات کے آرام اور سکون سے مفہوم پر دلالت کرتے ہیں، فرمایا گیا کہ آپ کو آپ کے رب نے چھوڑ نہیں دیا ہے، نظر انداز نہیں کردیا ہے، اور نہ اپنی پسند سے ہٹایا ہے، البتہ آخرت کا معاملہ آپ کے لئے اس زندگی کے معاملہ سے زیادہ بہتری کا ہے، اور آپ کو عنقریب آپ کا رب اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ خوش ہوجائیں گے، کیا آپ دیکھتے نہیں کہ ہم نے آپ کو یتیم پایا تو آپ کے لئے ٹھکانہ کا انتظام کیا، اور آپ کو گم گشتہ راہ پایا تو آپ کو صحیح راہ پر ڈالا، اور آپ کو معاشی لحاظ سے دوسروں کا دست نگر پایا تو آپ کو مستغنی اور خود کفیل کردیا، اب اس کا آپ خیال رکھیں کہ یتیم پر سختی نہ کریں، اور مانگنے والے کو جھڑکے نہیں اور آپ پر آپ کے رب کے جو احسان ہیں (یعنی نبوت کا دوسرا احسان) اس کا آپ تذکرہ کریں اور لوگوں کو بتائیں (یعنی ان کو راہ حق کی طرف متوجہ کریں۔)

مکہ مکرمہ میں جب دشمنی برداشت کرنے میں حد سے بات آگے بڑھ گئی تو آپ اپنے رب کے حکم سے مدینہ منورہ منتقل ہوئے لیکن مکہ کے دشمنوں نے آپ کے مدینہ چلے جانے پر بھی آپ سے دشمنی ترک نہیں کی اور باقاعدہ جنگ کے حالات پیدا کرنے لگے، چنانچہ یکے بعد دیگرے مسلمانوں پر جنگ مسلط کی پہلی جنگ کفار قریش نے تین سو کیلومیٹر کا فاصلہ طے کرکے مدینہ منورہ سے صرف ڈیڑھ سو کیلومیٹر کے قریب پہنچ کر، دوسری جنگ ساڑھے چار سو کیلومیٹر طے کرکے مدینہ طیبہ پہنچ کر کی، اسی طرح جنگیں ہوتی رہیں، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم حکمت وتدبر سے اور اعلیٰ انسانی کردار کے ساتھ مقابلہ کرتے رہے۔ مدینہ منورہ میں یہود کی ایک تعداد بھی تھی جن سے آپ نے معاہدہ کیا تھا، لیکن اندر سے یہود نے کفار مکہ سے سازش کی جس کے ثابت ہونے پر معاہدہ کی خلاف ورزی کی بنا پر ان کے خلاف بھی کارروائی کرنی پڑی، یہ سب ایسی حکمت وتدبر سے آپ نے کیا کہ اس میں عقل وحکمت، انسانیت وشرافت، دوست ودشمن کا لحاظ اور ممکنہ انسانی رعایت سب کی اعلیٰ مثالیں ملتی ہیں اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے چاروں دور، بچپنے سے لے کر جوانی تک، جوانی سے نبوت کے ملنے تک اور نبوت کا مکی دور اور پھر مدنی دور، یہ سب اعلیٰ کردار نیک نفسی، سمجھداری، زندگی کے تقاضوں کو مناسب انسانی اصولوں کے مطابق پورا کرنے پھر معاشرہ کے تعلقات اور روابط اور پھر منفی ومثبت دونوں حالات کا مناسب ڈھنگ سے حق ادا کرنے اور دوست ودشمن کے ساتھ الگ الگ لیکن شریفانہ انسانی کردار کے دائرہ میں رہتے ہوئے معاملہ کرنے، ایسے غیر معمولی اور مثالی نمونے پیش کئے کہ غور کرنے پر عقل دنگ رہ جاتی ہے، ان مثالوں کو اگر وضاحت کے ساتھ پیش کیا جائے تو چند سطریں نہیں کتاب کی جلدیں چاہئیں، ہم کو سیرت کا مطالعہ اس کے مختلف حالات کے ان پہلوؤں کو سامنے رکھتے ہوئے کرنا چاہئے تو ہمارے سامنے ایک عظیم دنیائے انسانیت مکمل کر سامنے آتی ہے، اور مسلمان کے لئے زندگی کے ہر مرحلہ میں اور ہر طرح کے حالات میں یہ باتیں اعلیٰ نمونہ بنتی ہیں اور ان کو نمونہ بنانے کا قرآن مجید میں بھی حکم آیا ہے، ارشاد ربانی ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ یَرْجُوا اللّٰهَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِیْرًا﴾ (احزاب: ۲۱)

(تم لوگوں کے لئے یعنی ایسے شخص کے لئے جو اللہ سے اور روز آخرت سے ڈرتا ہو اور کثرت سے ذکر الٰہی کرتا ہو رسول اللہ کا ایک عمدہ نمونہ ہے۔)

مدینہ منورہ میں اپنے ماننے والوں کی اکثریت

اور سازگار ماحول قائم ہوجانے سے دین پر اسلام کے تقاضوں کے مطابق اجتماعی ومعاشرتی زندگی قائم کرنے کی سہولت حاصل ہوئی اور دین حق کی دعوت زیادہ وسیع طریقہ سے پہنچانے کا موقع ملا، اس طریقہ سے مکمل دین حق کو انفرادی واجتماعی زندگی میں قائم کیا گیا، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی الٰہی کی رہنمائی میں اور اپنے نبوی طریقہ کار سے اعلیٰ انسانی اور ربانی خصوصیات کا معاشرہ تیار کیا جس کے اقدار اور طریقہ ہائے عمل صرف معین ہی نہیں کئے بلکہ ان کی تربیت تک جس میں اعلیٰ اخلاقی معیار، انسانی کردار، ایک دوسرے کی ہمدردی اور خیر خواہی اور حق کے راستہ سے بھٹکے ہوئے انسانوں تک کو دین وآخرت کی کامیابی کا پیغام پہنچایا، اور محدود دائرہ سے نکل کر وسیع تر پورے ملکی دائرے بلکہ مزید عالمی دائرہ تک انسانی صلاح وفلاح کا پیغام پہنچانے کا کام شروع ہوگیا۔

۱۳ رسال کی مکی زندگی میں مسلسل اور سخت سے سخت تکلیفیں جھیلنے اور ظلم وتشدد برداشت کرنے اور یک طرفہ صبر وبرداشت کا ثبوت دیتے ہوئے بالآخر وطن ومال ومتاع کو خیرباد کہہ کر منتقل ہوجانے پر مجبور ہونے کے بعد پیش آیا، مکہ کی ۱۳ رسالہ مدت میں مسلمانوں کو مشرکین مکہ کی طرف سے کئے جانے والے ہر ظلم کو برداشت کرتے رہنے کی تلقین کی گئی تھی، حکم آیا تھا کہ ﴿كُفُّوا أَيْدِيَكُمْ وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ﴾ (اپنے ہاتھ روکے رکھو اور نماز قائم کرتے رہو) چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا ایک ذرہ بھی انتقام یا مقابلہ کا طریقہ اختیار نہیں کیا اور صرف اپنی اصلاح اور دوسروں کو نصیحت پر اکتفا کرتے رہے، لیکن جب وطن چھوڑ کر پردیس میں مقیم ہوجانے پر بھی ظلم وزیادتی وہاں تک پہنچانے کی کوشش ہونے لگی تو مسلمانوں کو اجازت ملی کہ وہ اپنے کو منظم کرکے مقابلہ کرسکتے ہیں، چنانچہ دشمن کو جواب دینے کا یہ پہلا موقع تھا، جو بدر میں پیش آیا وہ محض اللہ کے بھروسہ پر میدان جنگ میں آئے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی مدد آئی، فرشتوں نے باقاعدہ جنگ میں شرکت کی اور مشرکین کی فوج کو کھلی شکست ہوئی اور مسلمانوں کو ۱۳ رسال کی مشقتوں کا پہلی بار صلہ ملا، یہ صلہ تین خصوصیات کا حامل تھا۔

پہلی خصوصیت تو یہ کہ ۱۳ رسال تک تکلیف دہ حالات میں بھی اعلیٰ کردار اور انسانیت نوازی پر قائم رہے، اور محض حکم الٰہی کی تعمیل میں سخت سے سخت زیادتی کا بھی جواب دینے سے گریز کرتے رہے اور انتقامی کارروائی کے لئے حکم الٰہی کے منتظر رہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر پوری عملداری میں صبر ودرداشت کا ثبوت دینے کے امتحان میں وہ سو فیصد کامیاب رہے، ان کی آئندہ کی زندگی کو جدوجہد کی راہ میں ان کے قدموں کو مضبوط بنایا اور ہمت بڑھائی اور وہ اپنے پروردگار کے فرماں بردار بندے ہونے کے ساتھ ایک ناقابل شکست طاقت بن گئے۔

دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس صبر وثبات اور حق کے لئے جانی ومالی تکلیف اٹھانے کو قبول فرمایا اور ان کو جنت کا مستحق قرار دیا جو نہایت غیر معمولی بشارت اور خوش خبری کی بات ہے۔

تیسرے یہ کہ دشمن کی دشمنی کا جواب دینے کی اجازت ملنے پر ان کو مقابلہ کا موقع ملا اور اس دشمن کو جو کبر ونخوت اور ظلم وتشدد میں شیر بنا ہوا تھا، مسلمانوں کے مظلوم ہاتھوں سے شکست ہوئی اور دشمن کے سامنے اپنے کو سربلند کرنے اور اعتماد کے ساتھ مقابلہ کرنے کی قوت حاصل ہوئی، مسلمانوں کو اپنے دین کی عظیم قدروں کی پابندی کرنے پر اور ان کو بدر کی فتح کی صورت میں مذکورہ بالا فائدے حاصل ہوئے اور وہ طاقتور اور پر وقار امت ہوئے، پھر وہ دشمنوں کا مقابلہ کامیابی کے ساتھ کرتے ہوئے ۸ھ میں مکہ مکرمہ میں فاتحانہ داخل ہونے کے لائق ہوئے اور یہ فتح انہوں نے بغیر جنگ اور بغیر فوج کشی کے حاصل کی اور انھوں نے دیکھا کہ اعلیٰ قدروں پر قائم رہتے ہوئے اعلیٰ کردار پر عمل کرنے سے وہ کامیابی ملتی ہے جو محض طاقت کے انحصار سے نہیں ہوتی۔

سیرت کا پورا جائزہ لینے سے یہ بات صاف ونمایاں نظر آتی ہے کہ انسانی معاشرہ کے بھٹکے ہوئے معاشرہ کو راہ حق پر لگانا اور انسان کو بھٹکتی ہوئی راہوں سے ہٹا کر اپنے خالق ومالک کے احکام کی تابعداری اور شریفانہ انسانی کردار، آپسی انسانی ہمدردی اور انسان کے اشرف المخلوقات ہونے کے لائق صفات واخلاق سے متصف کرنے کی دعوت اور اس کے لئے انتھک کوشش مقصد بنی ہوئی تھی اور سارے واقعات اسی کے گرد گردش کرتے نظر آتے ہیں، اور مقابلہ وجنگ بہت محدود اور اعلیٰ انسانی اخلاق کے دائرہ کے اندر رہتے ہوئے کی گئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے واقعات اور حالات آپؐ کے رب کی طرف سے ایسے تشکیل کئے گئے کہ قیامت تک آنے والے مسلمانوں کے لئے زندگی کے ہر موڑ اور ہر صورتحال میں ان سے نمونہ مل سکے، اس کے لئے ایسے نمونے رہتی دنیا تک مہیا کئے گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مشقتوں سے بھی گذارا گیا، نقصانات سے بھی گذارا گیا، بھاری تکلیف ومشقت اور راحت ومسرت دونوں طرح کے حالات سے گذارا گیا، اس طرح آپ کی حیات طیبہ ساری انسانی برادری کے لئے اعلیٰ مثال بھی ہے اور تعلیم وتربیت اور حق کی رہنمائی کا بہترین اور اعلیٰ ذریعہ بھی ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

☆☆☆☆☆

تذکیر واصلاح

صلہ رحمی کے فوائد

مولانا حکیم سید عبدالحی حسنیؒ

بعضے فائدے خود ہم کو محسوس ہوتے ہیں، اور کچھ فائدے حضرت محمد ﷺ کے بتانے سے معلوم ہوتے ہیں، میں اس مقام پر صلہ رحمی کے انھیں فائدوں کا ذکر کروں گا جو مشکوٰۃ نبوت سے ماخوذ ہیں، جو فائدے خود ہم کو محسوس ہوتے ہیں، ان کے بیان کرنے کی حاجت نہیں، جو لوگ عقلمند ہیں، وہ مجھ سے زیادہ ان فائدوں کو سمجھ سکتے ہیں۔

ہمارے حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

۱۔ صلہ رحمی سے محبت بڑھتی ہے۔

۲۔ مال بڑھتا ہے۔

۳۔ عمر بڑھتی ہے۔

۴۔ رزق میں کشائش ہوتی ہے۔

۵۔ آدمی بری موت نہیں مرتا۔

۶۔ اس کے مصیبتیں اور آفتیں ٹلتی رہتی ہیں۔

۷۔ ملک کی آبادی اور سرسبزی بڑھتی ہے۔

۸۔ گناہ معاف کئے جاتے ہیں۔

۹۔ نیکیاں قبول کی جاتی ہیں۔

۱۰۔ جنت میں جانے کا استحقاق حاصل ہوتا ہے۔

۱۱۔ صلہ رحمی کرنے والے سے خدا اپنا رشتہ جوڑتا ہے۔

۱۲۔ جس قوم میں صلہ رحمی کرنے والے ہوتے ہیں، اس قوم پر خدا کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

احادیث صحیحہ سے اس کا ثبوت لو:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

☆ ”تم اپنے نسبوں کو سیکھو تاکہ اپنے رشتہ داروں کو پہچان کر ان سے صلہ رحمی کرسکو۔ فرمایا کہ صلہ رحمی کرنے سے محبت بڑھتی ہے، مال بڑھتا ہے اور موت کا وقت پیچھے ہٹ جاتا ہے“۔ (ترمذی)

☆ ”جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اس کے رزق میں کشائش ہو اور اس کی عمر بڑھ جائے تو اس کو چاہئے کہ وہ اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرے“۔ (بخاری ومسلم)

☆ ”جو چاہتا ہو کہ اس کی عمر بڑھے اور اس کے رزق میں کشائش ہو اور وہ بری موت نہ مرے تو اس کو لازم ہے کہ وہ خدا سے ڈرتا رہے اور اپنے رشتے ناطے والوں سے سلوک کرتا رہے“۔ (ترغیب وترہیب)

☆ ”جو شخص صدقہ دیتا رہتا ہے اور اپنے رشتے ناطے والوں سے سلوک کرتا رہتا ہے، اس کی عمر کو خدا دراز کرتا ہے اور اس کو بری طرح مرنے سے بچاتا ہے اور اس کی مصیبتوں اور آفتوں کو دور کرتا رہتا ہے“۔ (ترغیب وترہیب)

☆ ”رحم خدا کی رحمت کی ایک شاخ ہے، اس سے خدا نے فرمادیا ہے کہ جو تجھ سے رشتہ جوڑے گا اس سے میں بھی رشتہ ملاؤں گا اور جو تیرے رشتہ کو توڑ دے گا میں بھی توڑ دوں گا“۔ (بخاری)

☆ فرمایا کہ: ”اللہ کی رحمت اس قوم پر نازل نہیں ہوتی جس میں ایسا شخص موجود ہو جو اپنے رشتہ ناطوں کو توڑتا ہو“۔ (شعب الایمان بیہقی)

☆ ”بغاوت اور قطع رحم سے بڑھ کر کوئی گناہ اس کا مستوجب نہیں کہ اس کی سزا دنیا ہی میں فوراً دی جائے اور آخرت میں بھی اس پر عذاب ہو“۔ (ترمذی وابوداؤد)

☆ فرمایا کہ: ”جنت میں وہ شخص گھسنے نہ پائے گا جو اپنے رشتے ناطوں کو توڑتا ہو“۔ (بخاری ومسلم)

☆ ”ہمارے حضرت محمد ﷺ کہیں تشریف لیے جاتے تھے راستہ میں ایک اعرابی نے آکر آپ ﷺ کی اونٹنی کی نکیل پکڑلی اور کہا کہ یارسول اللہ! مجھ کو ایسی بات بتایئے جس سے جنت ملے اور دوزخ سے نجات ہو، آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو ایک خدا کی عبادت کر، اور اس کے ساتھ شریک مت کر، نماز پڑھ، زکوٰۃ دے، اور اپنے رشتے ناطے والوں سے سلوک کرتا رہ، جب وہ چلا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ اگر میرے حکم کی تعمیل کرے گا تو اس کو جنت ملے گی“۔ (بخاری ومسلم)

☆ ”حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم سے ملک کو آباد فرماتا ہے اور اس کو دولت مند کرتا ہے اور کبھی دشمنی کی نظر سے ان کو نہیں دیکھتا، صحابہؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! اس قوم پر اتنی مہربانی کیوں ہوتی ہے؟ فرمایا کہ رشتے ناطے والوں کے ساتھ سلوک کرنے سے ان کو یہ مرتبہ ملتا ہے“۔ (ترغیب وترہیب)

☆ فرمایا کہ: ”جو شخص نرم مزاج ہوتا ہے اس کو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ نے مئی ۱۹۵۹ء میں مجلس تحقیقات ونشریات اسلام قائم کی تھی، اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مجلس نے حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے زیر سرپرستی دینی وعلمی حلقوں میں خاصی مقبولیت اور وقعت حاصل کرلی اور اس کی علمی، دینی، دعوتی خدمات کو قدر اور پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جارہا ہے۔

مجلس کا قیام کسی تجارتی ادارہ کی حیثیت سے عمل میں نہیں آیا تھا اور نہ اس نقطۂ نظر سے اس کا کام انجام دیا گیا، بلکہ اس کے پیش نظر اسلامی، دینی، اصلاحی اور دعوتی کام ہے، اسی وجہ سے اس نے دنیا کے مختلف علاقوں میں اپنی کتابیں ہدیۃً ارسال کیں، مسلم ممالک کے علاوہ غیر مسلم ممالک میں مقیم مسلمانوں اور ان کی تنظیموں کو دینی رہنمائی کے لیے عربی اور انگریزی مطبوعات تقسیم کیں۔

مجلس کے پیش نظر دعوت وتبلیغ اسلام کا جو قابل قدر مقصد ہے اس کی حمایت اور اعانت ہر دردمند مسلمان کی ملی ذمہ داری ہے، مجلس کی سب سے بڑی رفاقت اس کے لٹریچر کو ضرورت کے مطابق جگہ جگہ پہنچانا اور اس کی اشاعت وتعارف ہے۔

اس کام کی ترویج اور اشاعت کے لیے دعوتی مہم کا آغاز کیا جارہا ہے تاکہ کام کا دائرہ وسیع ہو، اور تعلیم یافتہ طبقہ کے دل ودماغ میں ایمان ویقین کی بنیادیں پختہ ہوں اور اسلام پر اعتماد بحال ہو اور غیر مسلموں میں اسلام کا صحیح تعارف ہو، اس کے لیے ملک کے طول وعرض میں اعزازی ممبر بنانے کی مہم شروع کی جارہی ہے، اس کے لیے زرتعاون (ممبری فیس) مبلغ دس ہزار روپے ہوگی، اور اعزازی ممبر کو کتابیں خریدنے پر پچاس فیصد کی خصوصی رعایت بھی دی جائے گی، اور یہ معاملہ انشاء اللہ زندگی بھر قائم رہے گا۔

ہم اہل خیر حضرات سے درخواست کرتے ہیں کہ اس اہم دینی دعوتی کام میں تعاون فرمائیں اور خود اعزازی ممبر بنیں اور اپنے اہل تعلق کو اس کام پر آمادہ کریں تاکہ یہ دینی دعوتی خدمت بخیر وخوبی انجام پائے، وباللہ التوفیق۔

نوٹ: زکوٰۃ کی رقم اس مد میں نہ ارسال کریں۔

چیک یا ڈرافٹ پر لکھیں:

ACADEMY OF ISLAMIC RESEARCH & PUBLICATIONS

A/c No. 10863759700 (State Bank Of India, Lucknow)

(مولانا محمد غفران ندوی)

انچارج

مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، پوسٹ بکس ۱۱۹، ندوۃ العلماء، لکھنؤ، یوپی، انڈیا

دنیا وآخرت کی خوبیاں ملتی ہیں، اور اپنے رشتے ناطے والوں سے سلوک کرنے اور پڑوسیوں سے میل جول رکھنے اور عام طور پر لوگوں سے خوش خلقی برتنے سے ملک سرسبز اور آباد ہوتے ہیں اور ایسا کرنے والوں کی عمریں بڑھتی ہیں"۔ (ترغیب وترہیب)

☆"ایک شخص نے آکر عرض کیا کہ یارسول اللہ! مجھ سے ایک بڑا گناہ ہوگیا ہے، میری توبہ کیوں کر قبول ہوسکتی ہے؟ آپ ﷺ نے پوچھا کہ تیری ماں زندہ ہے؟ اس نے کہا نہیں، فرمایا کہ خالہ؟ اس نے کہا جی ہاں! فرمایا کہ "تو اس کے ساتھ حسن سلوک کر"۔ (ترغیب وترہیب)

☆"ایک بار حضرت محمد ﷺ نے مجمع میں یہ فرمایا کہ جو رشتہ داری کا پاس ولحاظ نہ کرتا ہو، وہ ہمارے پاس نہ بیٹھے، یہ سن کر ایک شخص اس مجمع سے اٹھا اور اپنی خالہ کے گھر گیا جس سے کچھ بگاڑ تھا، وہاں جاکر اس نے اپنی خالہ سے معذرت کی اور قصور معاف کرایا۔ پھر آکر دربار نبوت میں شریک ہوگیا۔ جب وہ واپس آگیا تو سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا کہ اس قوم پر خدا کی رحمت نہیں نازل ہوتی جس میں ایسا شخص موجود ہو جو اپنے رشتہ داروں سے بگاڑ رکھتا ہو"۔ (ترغیب وترہیب)

☆فرمایا کہ: "ہر جمعہ کی رات میں تمام آدمیوں کے عمل اور عبادتیں خدا کی درگاہ میں پیش ہوتی ہیں، جو شخص اپنے رشتہ داروں سے بدسلوکی کرتا ہے اس کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا"۔ (ترغیب وترہیب)

☆☆☆☆☆

چشم کشا

نگاہ مردِ مومن سے.....

.....مولانا ابوالکلام آزادؒ

گرمیوں کا موسم ہے۔ آدھی رات گزر چکی ہے، مہینہ کی آخری راتیں ہیں۔ بغداد کے آسمان پر ستاروں کی مجلسِ شبینہ آراستہ ہے، مگر چاند کے برآمد ہونے میں ابھی دیر ہے۔ دجلہ کے پار، کرخ کی تمام آبادی نیند کی خاموشی اور رات کی تاریکی میں گم ہے۔

اچانک تاریکی میں ایک متحرک تاریکی نمایاں ہوئی، سیاہ لبادے میں لپٹا ہوا ایک آدمی خاموشی اور آہستگی کے ساتھ جارہا ہے۔ وہ ایک گلی سے مڑکر دوسری گلی میں پہنچا اور ایک مکان کے سائبان کے نیچے کھڑا ہوا۔ اب اس نے سانس لی، گویا یہ مدت کی بند سانس تھی جسے اب آزادی سے ابھرنے کی مہلت ملی ہے۔ پھر اس نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی۔ یقیناً تین پہر رات گزر چکی ہے۔ وہ اپنے دل میں کہنے لگا: کیا بدنصیبی ہے کہ جس طرف رخ کیا، ناکامی ہی ہوئی۔ ایک پوری رات اسی طرح ختم ہوجائے گی۔ یہ خوفناک ابنِ ساباط ہے جو دس برس کی طول طویل زندگی قید خانہ میں بسر کرکے اب کسی طرح نکل بھاگا ہے اور نکلنے کے ساتھ ہی اپنا قدیم پیشہ ازسرِ نو شروع کررہا ہے۔ یہ اس کی نئی مجرمانہ زندگی کی پہلی رات ہے، اس لئے وقت کے بے نتیجہ ضائع جانے پر اس کا بے صبر دل پیچ وتاب کھا رہا ہے۔ اس نے ہر طرف کی آہٹ لی، زمین سے کان لگاکر دور دور کی صداؤں کا جائزہ لیا اور مطمئن ہوکر آگے بڑھا۔ کچھ دور چل کر اس نے دیکھا کہ ایک احاطہ کی دیوار دور تک چلی گئی ہے اور وسط میں بہت بڑا پھاٹک ہے۔ کرخ کے اس علاقہ میں زیادہ تر امراء کے باغ تھے یا سوداگران کے گودام تھے، اس نے خیال کیا کہ یہ احاطہ یا تو کسی امیر کا باغ ہے یا کسی سوداگر کا گودام۔ وہ پھاٹک کے پاس پہنچ کر رک گیا اور سوچنے لگا۔ اندر کیونکر جائے، اس نے آہستگی سے دروازہ پر ہاتھ رکھا لیکن اسے نہایت تعجب ہوا کہ دروازہ اندر سے بند نہیں تھا، صرف بھڑا ہوا تھا۔ ایک سیکنڈ کے اندر ابنِ ساباط کے قدم احاطہ کے اندر پہنچ گئے۔

اس نے دہلیز سے قدم آگے بڑھایا تو ایک وسیع احاطہ نظر آیا۔ اس کے مختلف گوشوں میں چھوٹے چھوٹے حجرے بنے ہوئے تھے اور وسط میں ایک نسبتاً بڑی عمارت تھی۔ یہ درمیانی عمارت کی طرف بڑھا، عجیب بات ہے کہ اس کا دروازہ بھی اندر سے بند نہ تھا۔ چھوتے ہی کھل گیا۔ گویا وہ کسی کی آمد کا منتظر تھا۔ وہ ایک ایسی بے باکی کے ساتھ، جو صرف مشاق مجرموں ہی کے قدموں میں ہوسکتی ہے، اندر چلا گیا۔ اندر جاکر دیکھا تو ایک وسیع ایوان (ہال) تھا۔ لیکن سامانِ راحت وزینت میں سے کوئی چیز بھی نہ تھی۔ قیمتی اشیاء کا نام ونشان نہ تھا۔ صرف ایک کھجور کے پتوں کی پرانی چٹائی بچھی تھی اور ایک طرف چمڑے کا ایک تکیہ پڑا تھا۔ البتہ ایک گوشہ میں پشمینہ کے موٹے کپڑے کے تھان اس طرح بے ترتیب پڑے تھے، گویا کسی نے جلدی میں پھینک دیئے ہیں اور ان کے قریب ہی بھیڑ کی کھال کی چند ٹوپیاں پڑی تھیں۔ اس نے مکان کی موجودات کا یہ پورا جائزہ کچھ تو اپنی اندھیرے میں دیکھ لینے والی آنکھوں سے لے لیا تھا، اور کچھ اپنے ہاتھ سے ٹٹول کر، لیکن اس کا ہاتھ ایک ہی تھا۔ یہ بغداد والوں کی بول چال میں "ایک ہاتھ کا شیطان" تھا جو اب پھر قید وبند کی زنجیریں توڑ کر آزاد ہوگیا تھا۔ دس برس کی قید کے بعد آج ابنِ ساباط کو پہلی مرتبہ موقعہ ملا تھا کہ اپنے دل پسند کام کی جستجو میں آزادی کے ساتھ نکلے۔ جب اس نے دیکھا اس مکان میں کامیابی کے آثار نہیں آتے اور یہ پہلا قدم بے کار ثابت ہوگا، اس کے تیز اور بے لگام جذبات سخت مشتعل ہوگئے۔ وہ دل ہی دل میں اس مکان کے رہنے والوں کو گالیاں دینے لگا جو اپنے مکان میں رکھنے کے لئے قیمتی اشیاء فراہم نہ کرسکے۔ ایک مفلس کا افلاس خود اس کے لئے اس قدر دردانگیز نہیں ہوتا جس قدر اس چور کے لئے جو رات کے پچھلے پہر مال ودولت تلاش کرتا ہوا پہنچتا ہے، اس میں شک نہیں۔ پشمینہ کے بہت سے تھان یہاں موجود تھے اور وہ کتنے ہی موٹے اور ادنیٰ قسم کے کیوں نہ ہوں مگر پھر بھی اپنی قیمت رکھتے تھے۔ لیکن مشکل یہ تھی کہ ابنِ ساباط تنہا ہی نہیں تھا بلکہ دو ہاتھوں کی جگہ صرف ایک ہاتھ رکھتا تھا۔ وہ ہزار ہمت کرتا مگر اتنا بڑا بوجھ اس کے سنبھالے سنبھل نہیں سکتا تھا۔ وہ تھانوں کی موجودگی پر معترض نہ تھا، ان کے وزن کی گرانی اور اپنی مجبوری پر متاسف تھا۔ اتنی وزنی چیز چرا کرلے جانا آسان نہ تھا۔

"ایک ہزار لعنت کرخ اور اس کے تمام باشندوں پر" وہ اندر ہی اندر بڑبڑانے لگا "نہیں معلوم یہ کون احمق ہے، جس نے یہ ملعون تھان جمع کر رکھے ہیں؟ غالباً کوئی تاجر ہے لیکن یہ عجیب طرح کا

تاجر ہے جسے بغداد میں تجارت کرنے کے لئے اور کوئی چیز نہیں ملی۔ اتنا بڑا مکان بنا کر اس میں گدھوں اور خچروں کی جھول بنانے کا سامان جمع کر دیا ہے"۔ اس نے ایک ہی ہاتھ سے ایک تھان کی ٹٹول ٹٹول کر پیمائش کی۔ بھلا یہ ملعون بوجھ کس طرح اٹھایا جاسکتا ہے۔ ایک تھان اٹھانے کے لئے گن کر دس گدھے ساتھ لانے چاہئیں۔ لیکن بہر حال کچھ نہ کچھ کرنا ضروری تھا۔ رات جارہی تھی اور اب وقت نہ تھا کہ دوسری جگہ تاکی جاتی۔ اس نے جلدی سے ایک تھان کھولا اور اسے فرش پر بچھا دیا۔ پھر کوشش کی۔ زیادہ سے زیادہ تھان جو اٹھائے جاسکتے ہیں اٹھا لئے۔ مشکل یہ تھی کہ مال کم قیمت، مگر بہت زیادہ وزنی تھا۔ کم لیتا ہے تو بیکار ہے، زیادہ لیتا ہے تو لے جانہیں سکتا۔ عجب طرح کی کش مکش میں گرفتار تھا۔ بہر حال کسی نہ کسی طرح یہ مرحلہ طے ہوا لیکن اب دوسری مشکل پیش آئی، صوف کا کپڑا بے حد موٹا تھا اسے مروڑ دے کر گرہ لگانا آسان نہ تھا۔ دونوں ہاتھوں سے بھی یہ کام مشکل تھا چہ جائیکہ ایک ہاتھ سے! بلاشبہ اس کے پاس ہاتھ کی طرح پاؤں ایک نہ تھا، دو تھے لیکن وہ بھاگنے میں مدد دے سکتے تھے، صوف کی گٹھری باندھنے کے لئے سود مند نہ تھے۔ اس نے بہت سی تجویزیں سوچیں۔ طرح طرح کے تجربے کئے، دانتوں سے کام لیا۔ کئی ہوئی کہنی سے سر ادبایا، لیکن کسی طرح بھی گٹھری میں گرہ نہ لگ سکی۔ وقت کی مصیبتوں میں تاریکی کی شدت نے اور زیادہ اضافہ کر دیا تھا۔ اندرونی جذبات کے ہیجان اور بیرونی فعل کی بے سود محنت نے ابن ساباط کو بہت جلد تھکا دیا۔ وقت کی کمی، عمل کا قدرتی خوف، مال کی گرانی، محنت کی شدت اور فائدہ کی قلت، اس کے دماغ میں تمام مخالف تاثرات جمع ہو گئے تھے۔

اچانک وہ چونک اٹھا، اس کی تیز قوت سماعت نے کسی کے قدموں کی نرم آہٹ محسوس کی۔ ایک لمحہ تک خاموشی رہی۔ پھر ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی آدمی دروازہ کے پاس کھڑا ہے۔ ابن ساباط گھبرا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ مگر قبل اس کے کہ وہ کوئی حرکت کر سکے، دروازہ کھلا اور روشنی نمایاں ہوئی۔ خوف اور دہشت سے اس کا خون منجمد ہو گیا۔ جہاں کھڑا تھا وہیں قدم گڑ گئے۔ نظر اٹھا کر دیکھا تو سامنے ایک شخص کھڑا ہے، اس کے ہاتھ میں شمع دان ہے اور اس نے اس طرح اونچا کر رکھا ہے کہ کمرے کے تمام حصے روشن ہو گئے ہیں۔

اس شخص کی وضع قطع سے اس کی شخصیت کا اندازہ کرنا مشکل تھا۔ ملگجے رنگ کی ایک لمبی عبا اس کے جسم پر تھی۔ جسے کمر کے پاس ایک موٹی سی رسی لپیٹ کر جسم پر چست کر لیا تھا۔ سر پر سیاہ قلنسوہ (اونچی دیوار کی ٹوپی) تھی، اور اس قدر کشادہ تھی کہ اس کے کنارے ابروؤں کے قریب پہنچ گئے تھے۔ جسم نہایت نحیف تھا۔ اتنا نحیف کہ صوف کی موٹی عبا پہننے پر بھی اندر کی ابھری ہوئی ہڈیاں صاف صاف دکھائی دے رہی تھیں اور قد کی درازی نے، جس سے کمر کے پاس خفیف سی خمیدگی پیدا ہو گئی تھی، یہ نحافت اور زیادہ نمایاں کر دی تھی۔ لیکن یہ عجیب بات تھی کہ جسم کی اس غیر معمولی نحافت کا کوئی اثر اس کے چہرہ پر نظر نہیں آتا تھا۔ اتنا کمزور جسم رکھنے پر بھی اس کا چہرہ کچھ عجیب طرح کی تاثیر و گیرائی رکھتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ہڈیوں کے ایک ڈھانچے پر ایک شاندار اور دلآویز چہرہ جوڑ دیا گیا ہے۔ رنگت زرد تھی۔ رخسار بے گوشت تھے۔ جسمانی تنومندی کا نام و نشان نہیں تھا۔ لیکن پھر بھی چہرہ کی مجموعی ہیبت میں کوئی ایسی شاندار چیز تھی کہ دیکھنے والا محسوس کرتا تھا، ایک نہایت طاقتور چہرہ اس کے سامنے ہے، خصوصاً اس کی نگاہیں ایسی روشن ایسی مطمئن، ایسی ساکن تھیں کہ معلوم ہوتا تھا دنیا کی ساری راحت اور سکون انہی دو حلقوں کے اندر سما گیا ہے۔ چند لمحوں تک یہ شخص شمع اونچی کئے ابن ساباط کو دیکھتا رہا، پھر اس طرح آگے بڑھا گویا اسے جو کچھ دیکھنا تھا، سمجھ چکا ہے۔ اس کے چہرہ پر ہلکا سا زیر لب تبسم تھا۔ ایسا دلآویز اور شیریں تبسم جس کی موجودگی انسانی روح کے سارے اضطراب اور خوف دور کر سکتی ہے۔ اس نے شمع دان ایک طرف رکھ دیا اور ایک ایسی آواز میں جو شفقت، ہمدردی میں ڈوبی ہوئی تھی۔ ابن ساباط سے کہا:

"میرے دوست! تم پر خدا کی سلامتی ہو، جو کام تم کرنا چاہتے ہو۔ یہ بغیر روشنی اور ایک رفیق کے انجام نہیں پاسکتا۔ دیکھو، یہ شمع روشن ہے۔ اور میں تمہاری رفاقت کے لئے موجود ہوں، روشنی میں ہم دونوں اطمینان اور سہولت کے ساتھ یہ کام انجام دے لیں گے"

وہ ایک لمحہ کے لئے رکا جیسے کچھ سوچنے لگا ہے، پھر اس نے کہا، میں دیکھتا ہوں، تم بہت تھک گئے ہو، تمہاری پیشانی پسینہ سے تر ہو رہی ہے، یہ گرم موسم، بند کمرہ تاریکی اور تاریکی میں ایسی سخت محنت۔ افسوس انسان کو اپنے رزق کے لئے کیسی کیسی زحمتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ دیکھو! یہ چٹائی بچھی ہوئی ہے، یہ چمڑے کا تکیہ ہے۔ میں نے اسے دیوار کے ساتھ لگا دیتا ہوں۔

اس نے تکیہ دیوار کے ساتھ لگا کر رکھ دیا۔

"بس ٹھیک ہے۔ اب تم اطمینان کے ساتھ ٹیک لگا کر یہاں بیٹھ جاؤ اور اچھی طرح ستالو، اتنی دیر میں تمہارا ادھورا کام پورا کئے دیتا ہوں"۔

اس نے یہ کہا اور ابن ساباط کے کاندھے پر نرمی سے ہاتھ رکھ کر اسے بیٹھ جانے کا اشارہ کیا، پھر جب اس کی نظر دوبارہ اس کی عرق آلود پیشانی پر پڑی تو اس نے اپنی کمر سے رومال کھولا اور اس کی پیشانی کا پسینہ پونچھ ڈالا۔ جب وہ پسینہ پونچھ رہا تھا تو اس کی آنکھوں میں باپ کی شفقت اور ہاتھوں میں بھائی کی محبت کام کر رہی تھی۔

صورت حال کے یہ تمام تغیرات اس تیزی سے ظہور میں آئے کہ ابن باساط کا دماغ مختل ہو کر رہ گیا۔ وہ کچھ نہ سمجھ سکا کہ معاملہ کیا ہے۔ ایک مدہوش اور بے ارادہ آدمی کی طرح اس نے دیکھا کہ اجنبی نے کام شروع کر دیا۔ اس نے پہلے وہ گٹھری کھولی جو ابن ساباط نے باندھنی چاہی تھی، مگر نہیں بند ہو سکی تھی۔ پھر دو تھان کھول کر بچھا دیئے اور جس قدر بھی تھان موجود تھے ان سب کو دو حصوں میں منقسم کر دیا۔ ایک حصہ میں زیادہ تھے ایک میں کم۔ پھر دونوں کی الگ الگ دو گٹھریاں باندھ لیں، یہ تمام کام اس نے اس اطمینان اور سکون کے ساتھ کیا۔ اس میں اس کے لئے کوئی انوکھی بات نہ تھی، پھر اچانک اسے کچھ خیال آیا اس نے اپنی عبا اتاری اور اسے بھی گٹھڑی کے اندر رکھ دیا۔ اب وہ اٹھا اور ابن ساباط کے قریب گیا۔

میرے دوست! تمہارے چہرے کی پژمردگی سے معلوم ہوتا ہے کہ تم صرف تھکے ہوئے ہی نہیں بلکہ بھوکے بھی ہو، بہتر ہوگا کہ چلنے سے پہلے دودھ کا ایک پیالہ پی لو۔ اگر تم چند لمحے انتظار کر سکو تو میں دودھ لے آؤں۔"

اس نے کہا، جبکہ اس کے پُرشکوہ چہرہ پر بدستور مسکراہٹ کی دلآویزی موجود تھی۔ ممکن نہ تھا کہ اس مسکراہٹ سے انسانی قلب کے تمام اضطراب محو نہ ہو جائیں۔ قبل اس کے کہ ابن ساباط جواب دے وہ تیزی کے ساتھ لوٹا اور باہر نکل گیا۔

اب ابن ساباط تنہا تھا لیکن تنہا ہونے پر بھی اس کے قدموں میں حرکت نہ ہوئی، اجنبی کے طرز عمل میں کوئی ایسی بات نہ تھی جس سے اس کے اندر خوف پیدا ہوتا وہ صرف متحیر اور مبہوت تھا، اجنبی کی ہستی اور اس کا طور طریقہ ایسا عجیب و غریب تھا کہ جب تک وہ موجود رہا، ابن ساباط کو تحیر و تاثر نے سوچنے سمجھنے کی مہلت ہی نہ دی۔ اجنبی کی شخصیت کی تاثیر سے اس کی دماغی شخصیت معلوم ہو گئی تھی اب وہ تنہا ہوا تو آہستہ آہستہ اس کا دماغ اپنی اصلی حالت پر واپس آنے لگا۔ یہاں تک کہ دماغ کے تمام خصائل پوری طرح ابھر آئے اور وہ اس روشنی میں معلومات کو دیکھنے لگا جس روشنی میں دیکھنے کا ہمیشہ عادی تھا۔

وہ جب اجنبی کا متبسم چہرہ اور دل نواز صدائیں یاد کرتا تو شک اور خوف کی جگہ اس کے اندر ایک ایسا ناقابل فہم جذبہ پیدا ہو جاتا جو آج تک اسے کبھی محسوس نہیں ہوا تھا، لیکن پھر بھی جب وہ سوچتا کہ اس تمام معاملہ کا مطلب کیا ہے اور یہ شخص ہے کون؟ تو اس کی عقل حیران رہ جاتی اور کوئی بات سمجھ میں نہ آتی۔ اس نے اپنے دل میں کہا یہ تو قطعی ہے کہ یہ شخص اس مکان کا مالک نہیں ہو سکتا۔ مکان کے مالک کبھی چوروں کا استقبال نہیں کیا کرتے۔

مگر پھر یہ شخص ہے کون؟

اچانک ایک نیا خیال اس کے اندر پیدا ہوا۔ وہ ہنسا۔ "استغفراللہ! میں بھی کیا احمق ہوں۔ یہ بھی کوئی سوچنے اور حیران ہونے کی بات تھی۔ معاملہ بالکل صاف ہے۔ تعجب ہے مجھے پہلے خیال کیوں نہیں ہوا؟ یقیناً یہ بھی کوئی میرا ہی ہم پیشہ آدمی ہے اور اسی نواح میں رہتا ہے۔ اتفاقات نے آج ہم دونوں چوروں کو ایک ہی مکان میں جمع کر دیا ہے۔ چونکہ یہ اس نواح کا آدمی ہے اس لئے اس مکان کے تمام حالات سے واقف ہوگا، اسے معلوم ہوگا کہ آج مکان رہنے والوں سے خالی ہے اور بہ اطمینان کام کرنے کا ہے۔ اس لئے وہ روشنی کا سامان ساتھ لے کر آیا لیکن جب دیکھا کہ میں پہلے سے پہنچا ہوا ہوں تو آمادہ ہو گیا کہ میرا ساتھ دے کر ایک حصہ کا حق دار بن جائے وہ ابھی سوچ رہا تھا کہ دروازہ کھلا اور اجنبی ایک لکڑی کا بڑا پیالہ ہاتھ میں لئے نمودار ہوا۔

"یہ لو! میں تمہارے لئے دودھ لے آیا ہوں، اسے پی لو یہ بھوک اور پیاس دونوں کیلئے مفید ہوگا"۔

اس نے کہا اور پیالہ ابن ساباط کو پکڑا دیا۔ ابن ساباط واقعی بھوکا پیاسا تھا، اس نے بلا تامل پیالہ منہ سے لگا لیا اور ایک ہی مرتبہ میں ختم کر دیا۔ اب اسے معاملہ کی فکر ہوئی۔ اتنی دیر کے وقفہ نے اس کی طبیعت بحال کر دی تھی۔ "دیکھو! اگرچہ میں تم سے پہلے پہنچ چکا تھا اور ہاتھ لگا چکا تھا اور اس لئے ہم لوگوں کے قاعدہ کے موجب تمہارا کوئی حق نہیں، لیکن تمہاری ہوشیاری اور مستعدی دیکھ لینے کے بعد مجھے کوئی تامل نہیں کہ تمہیں بھی اس مال میں شریک کر لوں، اگر تم پسند کرو گے تو میں ہمیشہ کے لئے تم سے معاملہ کر لوں گا۔ لیکن دیکھو! یہ میں کہے دیتا ہوں کہ آج جو کچھ بھی یہاں سے لے جائیں گے اس میں تم برابر کا حصہ نہیں پاسکتے کیونکہ دراصل آج کا کام میرا ہی کام تھا"۔

(جاری)

صحبت صالح

اچھے لوگوں کی صحبت اور اس کے اثرات

مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی

نیک لوگوں کی صحبت کا اثر، یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا انکار کسی زمانے میں کسی سمجھدار نے نہیں کیا اور اگر کوئی شخص اس کا انکار کرے تو اس کی عقل میں فتور اور سمجھ میں کمی کی دلیل ہے۔

بے عقلی کا دور

آج کل دور بے عقلی کا ہے، اگرچہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ دور عقل کا ہے لیکن اگر آپ غور کریں تو معلوم ہوگا کہ یہ دور بے عقلی کا ہے۔ کیونکہ یہ دور جہالت کا ہے، بس فرق یہ ہے کہ پہلے زمانے میں جو بے عقل ہوتا تھا وہ بھولا بھالا، سیدھا سادھا ہوتا تھا، جو جاہل ہوتا تھا وہ جاہل ہوتا تھا لیکن اس وقت کا معاملہ کچھ ایسا ہے کہ عقلمند ہو کر بے عقل ہے، اور پڑھا لکھا ہو کر جاہل۔ یعنی پڑھے لکھے جاہل، یا یوں کہہ لیجئے کہ جہالت اس زمانے میں پڑھ لکھ گئی ہے۔ اور پہلے سادگی تھی جو بیچارہ جاہل ہوتا تھا آپ نے بتا دیا معلوم ہو گیا، ماننے والا ہو گیا، اور اب یہ ہے کہ جانتے ہیں، بتایئے، مانتے نہیں تو حقیقۃً نہ جانتے ہیں نہ مانتے ہیں، عجیب وغریب صورت حال ہے، سب کو معلوم ہے کہ سگریٹ نقصان کرتی ہے اور اس سے کینسر ہوتا ہے، بڑی بڑی بیماریاں ہوتی ہیں پھر بھی سگریٹ پی رہے ہیں، ان سے پوچھئے کہ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ سگریٹ نقصان کرتی ہے، کہیں گے سب معلوم ہے۔

اگر ہمارے اور آپ کے کان ہوں تو اندر سے آواز آتی کہ ہم بے عقل ہیں، سننے والے کو ہنسی بھی آتی ہے تو ان سے کہئے اپنی بے عقلی دور کر لیجئے، عقلمندوں کی صحبت میں بیٹھئے۔ تو اکثر لوگ سمجھتے نہیں، عقلمند وہ ہے جو دیندار ہو، اس سے زیادہ عقلمند کوئی نہیں ہوگا، جو جتنا دیندار ہے وہ اتنا ہی زیادہ عقلمند ہے، اتنا ہی زیادہ سمجھ والا ہے اور اب تو یہ بات عیاں ہوتی جارہی ہے۔

ایک علاقہ میں جانا ہوا، وہاں کچھ پروفیسروں کے لڑکے حفظ کر رہے تھے، پوچھا کیوں اپنے لڑکوں کو حفظ کرا رہے ہیں؟ بتایا: حفظ کرنے کے بعد بچے بہت تیز ہو جاتے ہیں۔ انجینئر بناؤ، ڈاکٹر بناؤ تو بہت اچھے بن جاتے ہیں۔ قرآن مجید یاد کرنے سے دماغ کھل جاتا ہے، لیکن یہ لوگ بھی بے عقل ہیں کیونکہ انھوں نے قرآن کو دنیا کمانے کا ذریعہ بنا لیا یہ کوئی اچھی بات تھوڑی ہے، اب حفظ اس لئے کرا رہے ہیں کہ بچے کا دماغ اچھا ہو جائے اور اچھا ڈاکٹر، انجینئر بن جائے۔ قرآن مجید کو دنیا کمانے کا ذریعہ بنانا مناسب نہیں، قرآن مجید تو زندگی کے اندر انقلاب برپا کرتا ہے اور انجینئر کو، ڈاکٹر کو، بڑے سے بڑے سائنسداں کو سیدھا راستہ دکھاتا ہے قرآن مجید پڑھ کر آپ کا بچہ انجینئر، ڈاکٹر بن رہا ہے بہت اچھا، میں اس کو منع نہیں کرتا لیکن قرآن کو سمجھ کر، سوچ بدل کر اور سوچ سمجھ کر پڑھیں تو اس کا فائدہ ہی کچھ اور ہو۔

صحبت کا اثر

زبان خلق پر یہ بات جاری ہے کہ جیسی صحبت ہوگی ویسا اثر پڑے گا، جس کی صحبت میں رہے گا اس کے اثرات اس میں منتقل ہوں گے اور ماں باپ اپنے بچوں کو روکتے بھی ہیں کہ برے بچوں کے ساتھ مت جانا، کیوں روکتے ہیں؟ یہ ایک حقیقت ہے کہ بروں کے ساتھ جائیں گے تو برے ہو جائیں گے اور اگر برے نہ بھی ہوئے تو بری شہرت ہو جائے گی، اور بری شہرت بھی بری صحبت کا نتیجہ ہے اور برا ہونا بھی بری صحبت کا نتیجہ ہے، ایسے ہی اچھوں کی صحبت میں رہے گا تو اچھا ہو جائے گا اس لئے صحبت نیک کی تلاش میں رہنا چاہئے اور بغیر صحبت کے آدمی کے اندر کمال بھی نہیں پیدا ہوتا، چاہے دنیا کا معاملہ ہو یا دین کا کسی بھی فن میں چلے جایئے، ڈاکٹر کو اس وقت تک اجازت نہیں جب تک House Job نہ کر لے، ایک سال اس کو ڈاکٹروں کے ساتھ رہنا پڑتا ہے۔ ڈاکٹر کی صحبت میں رہو تب جا کر ڈگری ملے گی، ۶ سال پڑھا ڈگری نہیں ملی، پہلے مریض دیکھو ڈاکٹر کی سرپرستی میں تمہاری نگرانی کی جائے گی۔ غرضیکہ صحبت میں رہے تو ملا، دوسری طرف کہتے ہیں کہ صحبت کی ضرورت نہیں اسی لئے تو میں کہتا ہوں کہ بے عقل ہیں۔

صحبت کا مقصد اکثر و بیشتر یہ سمجھا جاتا ہے کہ کسی اللہ والے کی صحبت میں رہے بیشک یہ سب سے اچھی صحبت ہے۔ لیکن صحبت کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ گھر میں ماں باپ بھی اچھے ہوں اور دوست و احباب بھی اچھے ہوں اور میاں بیوی بھی ٹھیک ہوں کیونکہ صحبت کے معنی ہیں ساتھ رہنا، سب سے زیادہ ساتھ کون رہتا ہے، میاں بیوی ساتھ رہتے ہیں اور

بے تکلفی کے ساتھ رہتے ہیں تو ہونا یہ چاہئے کے شوہر بھی اچھا ہو اور بیوی بھی اچھی ہو۔ پھر اس کے ساتھ ساتھ یہ یاد رکھنا چاہئے، اگر کوئی شادی کرتا ہے اور خود وہ امریکا میں، بیوی ہندوستان میں، نہ ملاقات، نہ صحبت تو اولاد تو نہیں ہوگی، اس لئے کہ ملنا ضروری ہے، آپ چاہے کتنا فلسفہ بگھاریں، چاہے کتنی باتیں بنائیں، تنہا محبت سے بھی کام نہیں چلے گا، انٹرنیٹ پر بیٹھ کر گفتگو کر لی ایک دوسرے کو دیکھ لیا، اس سے کیا ہوگا، اولاد کے لئے صحبت ضروری ہے۔

جسم سے نسب چلتا ہے روح سے نسبت

ایک انسان کے ساتھ جسم ہے اور روح ہے، جسم کے ساتھ جسمانی چیزیں وابستہ ہیں اور روح کے ساتھ روحانی چیزیں وابستہ ہیں، جسم سے نسب حاصل ہوتا ہے روح سے نسبت حاصل ہوتی ہے اس لئے کہا گیا ہے کہ نسب بھی صحیح ہونا چاہئے اور نسبت بھی۔ میاں بیوی صحیح رہیں گے تو نسب صحیح ہوگا اور اچھے لوگوں کی صحبت مل گئی تو نسبت صحیح ہوگی لیکن دونوں کے آداب ہیں کہ نکاح صحیح ہو اور نکاح کے جو شرائط ہیں یعنی گواہ کا ہونا، اعلان ہونا وغیرہ یہ شرائط پوری ہوں اور پھر میاں بیوی صحیح ہوں، تندرست ہوں پھر انشاء اللہ اولاد ہوگی، اس سے صحیح نسب چلے گا۔ لیکن اگر نکاح نہ کرے تو ظاہری طور پر سلسلہ تو چل رہا ہے لیکن نسب منقطع ہو جائے گا۔ ایسے ہی نسبت حاصل کرنے کے لئے صحبت صحیح ہونی چاہئے۔ اور اگر ذرا غور کریں تو معلوم ہوگا کہ اگر مرد صحیح ہے تو اس سے بیوی کو نسب ملے گا اور مرد اللہ والا ہے تو اس سے بیوی کو نسبت ملے گی اس طرح دونوں چیزیں جمع ہو جائیں گی۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ اچھی بیوی لاؤ دیندار تو اس سے تمہارا نسب محفوظ رہے گا اور پھر ایک دوسرے کے ساتھ رہتے رہتے ایک دوسرے جیسے ہو جائیں گے، مرد کا اثر عورت پر آئے گا اور عورت کا اثر مرد پر آئے گا تو معلوم ہوا کہ میاں بیوی کو بھی اچھا ہونا چاہئے اور اس کے ساتھ ماں باپ کو اچھا ہونا چاہئے کہ ان کی صحبت میں بچے رہتے ہیں، بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو ماں کی گود میں ہوتا ہے اور اس کے بعد باپ کے ساتھ رہنا ہوتا ہے ماں باپ اچھے ہوں گے تو بچہ اچھا پروان چڑھے گا اس کی صحیح تربیت ہوگی، باپ کے لئے بچوں کی تربیت کی فکر کو ایک صاع صدقہ کرنے سے بہتر بتایا گیا ہے۔ پھر اگر اچھے دوست ہوں گے تو ان کی اچھائی منتقل ہوگی۔ جو صحبت میں جتنا کامل ہوگا اس کی نسبت اتنی ہی قوی ہوگی اور تندرستی کے اعتبار سے جو جتنا کامل ہوگا اس کا بچہ اتنا ہی تندرست ہوگا۔ دونوں چیزیں ایسے ہی ساتھ چلتی ہیں۔ تو روحانی اعتبار سے جو اللہ کے نیک بندے ہیں اگر آپ ان کی صحبت میں رہیں گے تو ان کی صحبت کے اثرات پڑ کر رہیں گے۔

صحابہ کا مقام صحبت رسول اللہ ﷺ کا نتیجہ

صحابہ کرامؓ کو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے نبی کی صحبت میں رکھا جو انسان کامل تھا، کامل، مکمل اور متمم اخلاق تھا، دوسروں کو کمالات سے سرفراز کرنے والا اور اخلاق کے زیور سے آراستہ و پیراستہ کرنے والا، اسی صحبت سے صحابہؓ میں نکھار آیا اور اسی کی برکت سے ان کو امتیازی مقام حاصل ہوا جو صرف انہی کے ساتھ خاص ہے۔ اور اللہ کے رسول ﷺ کا معاملہ ایسا ہے کہ آپ کی صحبت میں رہنے کے بعد اتنا اونچا مقام اس کو ملتا ہے کہ وہ مقام آپ ﷺ کی صحبت کے علاوہ کہیں مل ہی نہیں سکتا، جیسے مسجد حرام ہے، مسجد حرام میں جو نماز پڑھے ایک لاکھ کا ثواب ہے، اسی طرح سے مسجد نبوی میں، بیت المقدس میں ہزاروں نمازوں کا ثواب ہے، لیکن اگر آپ اس مسجد میں نماز پڑھیں، یہاں بڑے بڑے مجاہدین اور بڑے بڑے اللہ کے ولی آئے ہیں، رہے ہیں، اور پیدا ہوئے ہیں، اب اگر آپ ایسا سوچیں کہ اس مسجد میں ہزار نماز کا ثواب مل جائے تو یہ ناممکن ہے اور اگر کوئی ایسا کہتا ہے تو وہ جھوٹا ہے، آج کچھ لوگوں میں ایسی غلط فہمیاں پیدا ہو گئی ہیں کہ فلاں مسجد میں نماز پڑھ لو تو وہ ہو جائے گا۔ صرف تین مسجدیں ہیں جن میں غیر معمولی ثواب ملتا ہے، ایسے ہی رمضان میں جو روزہ رکھیں گے، جو تلاوت کریں گے، نمازیں پڑھیں گے اس میں اس کی بات ہی کچھ اور ہے، ستر گنا یوں ہی مل رہا ہے، غیر رمضان میں اتنا نہیں مل سکتا چاہے پورا سال روزہ رکھیں، رمضان کے ایک روزے کے برابر پوری زندگی کا روزہ نہیں ہو سکتا رمضان، رمضان ہے، اسی طرح رسول پاک ﷺ کی صحبت کے برابر کسی اور کی صحبت نہیں ہو سکتی، اسی لئے صحابہ کرامؓ کو جو مقام حاصل ہوا ہے، وہ دنیا میں نہ کسی کو حاصل ہوا ہے نہ ہوگا، ظاہر ہے رسول پاک ﷺ سے بڑھ کر کون ہے، تو اس کا اثر بھی یہ ہوا کہ ایک نظر میں صحابۂ کرامؓ کی کایا پلٹ گئی، ان کی زندگی میں انقلاب برپا ہو گیا اور ایمان وہاں پہنچ گیا جہاں بڑے مجاہدوں کے بعد، بڑی مشقتوں کے بعد اور سیکڑوں رکعتیں نماز پڑھنے کے بعد اور ہزاروں روزے رکھنے کے بعد پہنچتا ہے، وہ بھی بمشکل، صحابۂ کرامؓ کو وہ مقام ایک نظر سے مل گیا۔

انبیاء کی صحبت کے لیے ایمان اور اولیاء کی صحبت کے لیے اخلاص شرط

صحبت میں شرط ہے کہ اخلاص ہو، اگر اخلاص سے نہیں آئیں گے تو کچھ نہیں ملے گا۔ انبیاء کی صحبت میں رہنے والوں کے لئے بس ایمان شرط ہے، آئے اور کہا ہم ایمان لائے اللہ پر، آپ پر، اور تمام چیزوں پر جن کا حکم دیا گیا ہے، بس ان کا کام ہوگیا۔ لیکن اولیاء کرامؒ کی صحبت میں رہنے کے لئے اخلاص شرط ہے، اگر اخلاص کے ساتھ رہے گا تو فائدہ ہوگا، اگر اخلاص نہیں تو چاہے ایک ہزار سال رہو تب بھی فائدہ نہیں، اور بات یہی ہے کہ ان کی صحبت سے جو بات پیدا ہوتی ہے، وہ دل اور دماغ کے اندر یقین کی کیفیت کا پیدا ہو جانا ہے، اسی لئے ایک تابعی نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ اگر تم صحابۂ کرامؓ کو دیکھتے تو انہیں پاگل، دیوانہ سمجھتے، اور صحابہ کرامؓ کو دیکھ لیتے تو بے ایمان سمجھتے، اور صحابۂ کرامؓ اتنے بے چین رہتے تھے دین کے کام کے لئے اور اس پر عمل کرنے کے لئے کہ لوگ سمجھتے تھے کہ کیا ہوگیا، نہ ان کو کھانے کی پرواہ، نہ بیوی کی، نہ بچوں کی، نہ کسی چیز کی بس وہ حکم بردار اور فرائض کی پابندی کرنے والے تھے اس میں کوئی کوتاہی نہیں کرتے تھے۔ ایسے واقعات بھی ہوئے کہ نکاح ہوا، بیوی کے پاس رات گذاری کہ جہاد کا اعلان ہوگیا فوراً جہاد کو چلے گئے، اور شہید ہوگئے، ملائکہ نے انہیں غسل دیا، ان کا نام "غسیل الملائکہ" پڑ گیا کہ ملائکہ نے آکر غسل دیا، صحابہ کرامؓ کا جو معاملہ تھا وہ صرف رسول پاک ﷺ کی صحبت کا نتیجہ تھا۔ بہر حال صحبت کا اثر تو پڑتا ہی ہے، اس لئے ہم کو، آپ کو کس کی صحبت میں رہنا ہے اس کو چیک کرنا پڑے گا کہ وہ کیسا ہے؟

بیوی کیسی ہو؟

یہاں ہمارے نوجوان ہیں جن کی شادی نہیں ہوئی ہے، انہیں شادی کرنی ہے، کیوں کہ بیوی کی صحبت میں سب سے زیادہ رہنا ہوتا ہے اس لئے بیوی دین دار ہونی چاہئے۔ لوگ شادی کرتے ہیں مال کی وجہ سے، خوبصورتی کی وجہ سے، اور بڑے گھرانے کی وجہ سے اور چوتھے نمبر پر دین دار، دین دار عورت سے شادی کر لو لطف ہی لطف رہے گا، اگر دین دار عورت گھر میں آگئی تو ہر اعتبار سے مزے ہی مزے ہیں، تم خوش رہو گے، بچے جو ہوں گے وہ اچھے ہوں گے اس لئے کہ بچے کو جو پہلی صحبت ملتی ہے، وہ ماں کی، پھر باپ کی، تو ماں اچھی ہونی چاہئے پھر باپ اچھا ہونا چاہئے، ان دونوں کے اندر اگر دین داری ہے تو سب کچھ اچھا ہو جائے گا، پھر معاملہ آتا ہے استاذ کا، استاذ کو اچھا ہونا چاہئے۔ اب یہ کوئی نہیں دیکھتا، کوئی نہ بیوی دیکھتا ہے، نہ کوئی استاذ کو دیکھتا ہے بس پیسہ، شہرت اور ظاہری رکھ رکھاؤ، نتیجہ کیا ہے چار دن کی چاندنی پھر اندھیری رات اور دین دار بیوی کی علامت ہے کہ جیسے جیسے عمر بڑھتی جاتی ہے محبت بڑھتی جاتی ہے، اور اس کی دینداری کی برکتیں ظاہر ہونے لگتی ہیں۔

ہم لوگ صحبت کا مطلب صرف یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ والوں کے پاس چلے جانا، آپ کسی چیز کو اتنا خراب کر دیں پھر اس کو لے جائیں کسی بڑے کاریگر کے پاس اس کو ٹھیک کر دیجئے، جو چاہیں گے ملے گا تو وہ جھنجلا جائے گا کہ آخر کتنی اصلاح کروں، ٹھیک کر کے لاتے تو تھوڑا سا دیکھ لیتا اور کام ہو جاتا اور وہ چلنے لگتی، اور آپ نے اس کو برباد کر دیا، توڑ مروڑ کر یہاں وہاں ٹہلتے رہے اور غلط دوست بنائے، استاذ کی بے عزتی کی، حرام مال کھایا، ساری غلطیاں کیں، برسوں کا بگڑا ہوا دو دن میں کیسے ٹھیک ہو جائے گا؟ اس لئے ہمیں صحبت کا خیال شروع سے کرنا چاہئے، پہلے بیوی اچھی ہونی چاہئے اور کسی کو اگر ماں باپ اچھے مل جائیں کیا کہنے "نور علیٰ نور"۔ اور گھر کا ماحول بھی اس کا اچھا ہو، اور گھر میں خواتین بھی اچھی ہوں تو پھر کیا کہنے۔

حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ رسول پاک ﷺ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد ایک جگہ افسوس میں بیٹھے تھے، پھر کہا چلو اماں کے پاس چلتے ہیں، امّ ایمنؓ حضرت رسول پاک ﷺ کے گھر میں رہی ہیں اور برکتیں حاصل کی ہوئی ہیں اور ایسی با برکت خاتون کہ جب انہوں نے ہجرت کی مکہ سے مدینہ، اکیلے راستے میں پیاس کی شدت سے تڑپ گئیں، نام بھی ان کا بابرکت اور ہیں بھی برکت والی، تو اللہ تعالیٰ نے ڈول آسمان سے بھیجا، لٹک کر نیچے آیا اس میں سے انہوں نے پانی پیا، پوری زندگی پھر انہیں پیاس ہی نہیں لگی، ایسی بابرکت خاتون ہیں، تو دونوں گئے ان کی خدمت میں، وہ رونے لگیں، ابوبکر اور عمرؓ نے کہا: اماں کیوں روتی ہیں؟ آپ ﷺ تو بہت اونچے مقام پر ہیں۔ دنیا سے رخصت ہو گئے جنت کے اعلیٰ درجہ میں ہیں، فرمایا: اس لئے نہیں رو رہی ہوں، پھر کیوں رو رہی ہو؟ میں اس لئے رو رہی ہوں کہ وحی کا سلسلہ بند ہو گیا، وحی کی قیمت جانتی تھیں وحی کیا چیز ہے؟ اس وجہ سے وہ حضرت امّ ایمن کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔

ہمارے حضرت مولانا علی میاں ندویؒ کی والدہ

ماجدہ بھی ماشاء اللہ کیا خاتون تھیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو کیسا نوازا تھا، پورے گھر کے لوگ ان کے پاس جا کر بیٹھا کرتے تھے، بیٹھتے ہی نہیں تھے، ایک روحانی سکون ان کے پاس ملتا تھا، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے وہ مقام ان کو عطا فرمایا تھا۔ ڈھائی بجے اٹھ جاتیں، اشراق تک اپنے مصلے پر بیٹھی رہتی تھیں، اور یہ معمول ان کا آخری دور تک ۹۳ سال کی عمر تک تھا۔ اور ظاہر سی بات ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے روتی تھیں، گڑگڑاتی تھیں، خواب میں اللہ کے رسول ﷺ کی زیارت ہوئی، اور ان سے براہ راست بیعت ہوئیں، تو اللہ تعالیٰ نے بہت اونچا مقام ان کو عطا فرمایا تھا۔ تو ظاہر ہے کہ ان کے پاس بیٹھنا، ان کی خدمت میں حاضر ہونا کتنی بڑی بات ہے، ان کی خدمت میں بیٹھنے سے اثر پڑتا تھا، ہمارے حضرت مولاناؒ ان ہی کی صحبت میں رہ کر بڑے ہوئے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔ کوئی چاہے مانے یا نہ مانے، اصل میں یہ بات پوشیدہ ہے۔ تو دیکھ لینا چاہئے کہ کس سے دوستی کر رہے ہو، چیک کر لو کہ تمہاری دوستی کا رجحان کدھر ہے، دل کس سے لگتا ہے، کون ساتھی تمہارا زیادہ ساتھ دیتا ہے، اگر وہ اچھا ہے تو تم اچھے ہو، اگر وہ برا ہے تو تم برے ہو، لوگ آسانی سے کہہ دیتے ہیں کہ دوست ہے مگر اس کے طریقے پر نہیں ہوں، یہ جھوٹ ہے، تم بیوقوف خود کو بھی بناتے ہو، دوسرے کو بھی بناتے ہو۔ صحبت کا اثر تو پڑتا ہی ہے۔ آدمی کی جیسی طبیعت ہوتی ہے ویسی ہی طبیعت والے سے مانوس ہوتا ہے۔ جو الٹے سیدھے لوگ ہوتے ہیں، وہ الٹے سیدھے لوگوں کو فوراً پہچان لیتے ہیں، جو نیک لوگ ہوتے ہیں وہ نیک لوگوں کو پہچان لیتے ہیں، اس لئے کہ جو جیسا ہوتا ہے، ویسے ہی لوگوں کو ڈھونڈتا ہے۔

آپ چور کے ساتھ رہیں گے تو چوری نہ صحیح ہیرا پھیری تو کریں گے ہی، آپ جھوٹے کے ساتھ رہیں گے تو جھوٹ نہ صحیح مبالغہ تو کریں گے ہی، کتنا ہی اپنے آپ کو بچائیں، اس لئے اس بات کو طے کرنا چاہئے کہ ہم کو اچھوں کی صحبت اختیار کرنا ہے، اور اچھے لوگوں سے دوستی کرنا ہے، علماء کی صحبت میں بیٹھنا ہے، اور واقعی جن کے اندر کمال ہے ان کے پاس جا کر بیٹھیں، اب آپ ﷺ سے جو جتنا مشابہ ہوگا، جتنا زیادہ متبع سنت ہوگا، اتنا ہی اس کی صحبت میں بیٹھنا چاہئے، جتنا سنتوں کا اتباع کرنے والا ہوگا اتنی ہی زیادہ اس کی صحبت کا نفع اور برکت بڑھتی جائے گی۔ اور خوب سمجھ لیجئے اس کے اندر کرامتیں جتنی بھی ہوں اگر اتباع سنت نہیں ہے، تو نہ برکت ہوگی نہ نفع اور نہ تاثیر۔

حد سے زیادہ تاثر اور عقیدت میں غلو باطل ہونے کی علامت

ایک بات اور سمجھ لیں لوگ کہتے ہیں کہ ایک دم سے بھونچال آجائے، بھونچال کا نام تاثیر نہیں ہے، یہ بہت زیادہ متاثر ہونے کی علامت ہے، بہت زیادہ متاثر ہونا باطل ہونے کی علامت ہے، بہت زیادہ اس میں نقص شامل ہوتا ہے۔ حال یہ ہوگیا ہے کہ جنہوں نے کرامات دکھا دیں ان کے پیچھے چل دئے، انہوں نے یوں کیا تو یوں ہوگئے، یوں کیا تو یوں۔ بدعتیوں کا یہی حال ہے، ایک سب سے بڑے بدعتی پیر جن کی کافی شہرت ہے، ممبئی میں بیمار ہوئے تو اسپتال میں بڑے بڑے سیٹھ ملنے آنے لگے، ایک دن انہوں نے کہا کہ پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ مجھ سے ملنے آنے والے ہیں۔ میری عیادت کے لئے تو بڑے بڑے پیسے والے سیٹھوں کی عقلیں ماری جاتی ہیں، سب نے اسپتال کی صفائی کروائی، عطر چھڑکے، ڈیکوریٹ کر کے لائن سے کھڑے ہوگئے کہ ابھی حضرت آئیں گے، ایک موٹر آئی، اس میں سے ایک سفید داڑھی، عمامہ باندھے ہوئے ایک صاحب اترے، اور سیدھے اندر تشریف لے گئے، اور دروازہ بند کر دیا گیا، اور اس کے بعد دروازہ کھلا ہی نہیں، ایک، دو گھنٹے بعد خبر آئی کہ حضرت وہیں سے چلے گئے واپس نہیں آئیں گے، آپ لوگ جایئے اس لئے کہ وہ داڑھی لگا کر، کاجل لگا کر، خوب فنکاری کر کے آئے تھے اور اندر جا کر داڑھی اتار لی، چہرہ صاف کر لیا اور چلے گئے۔ اور سارے لوگ یہی کہہ رہے ہیں کہ ہمارے حضرت کا کتنا اونچا مقام ہے، سجدے پہ سجدے ہو رہے ہیں، ہاتھ پہ ہاتھ چومے جا رہے ہیں بس کیا کہنے اس سے بڑا تو کوئی پیدا ہی نہیں ہوا یہ سب تماشے ہیں۔ لوگ یہ سوچتے ہیں کہ یہ تاثیر ہے، یہ تاثیر نہیں ہے۔ یہ عقیدت میں غلو اور بے جا غلط تاثر ہے۔ حضرت نے کہہ دیا کچھ کرنے کی ضرورت نہیں، نماز بھی معاف، وہ پیر نہیں پیر ہوتے ہیں۔ اسی لئے سب پریشان ہیں کہ دو منٹ میں کام ہو جائے، چمتکار دکھائیں، یہ سب کچھ نہیں، اتباع سنت دیکھئے، اچھے لوگوں کی صحبت اختیار کی جائے کیوں کہ جو جتنا متبع سنت ہوگا اتنی ہی تاثیر ہوگی۔ ایک بڑے بزرگ عالم ربانی نے لکھا ہے کہ جو جتنا بڑا متبع سنت ہوگا وہ اتنا بڑا عالم بھی ہوگا۔ اگر اس کا تعلق وہاں سے ہوگا تو علم کے سوتے پھوٹتے چلے جائیں گے، وہ علم میں فائق ہوتا چلا جائے گا، اور تاثیر بھی بڑھتی چلی جائے گی۔

(جاری)

محاسن اسلام

مساوات انسانی کی عملی تصویر

شیخ مصطفیٰ سباعیؒ / قیصر حسین ندوی

آج سے تقریباً سوا چودہ سو سال پہلے اسلام نے اخوت ومساوات کے اصول وضابطے کا ان الفاظ میں اعلان کیا تھا: ﴿اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقَاکُمْ﴾ (یقیناً تم میں وہی اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ معزز ہے تم میں جو سب سے زیادہ متقی ہو) اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنے خطاب میں فرمایا تھا: ''تمام لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے بنے ہیں کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی کالے کو کسی گورے پر کسی طرح کی کوئی فضیلت وبرتری حاصل نہیں ہے مگر تقوی کے ذریعہ''۔ یہ اعلان صرف ان اصول وضوابط کی حد تک محدود نہیں رہا جن کا مختلف مواقع ومناسبات میں اعلان کیا جاتا ہو۔ جیسا کہ آج نئی تہذیب کے علمبرداروں کا حال ہے کہ ان کے سارے اعلانات اصول وضابطے کی حد تک محدود ہوتے ہیں اور عملی وتطبیقی میدان سے ان کا دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ اس کا اسی وقت سے سوفی صدی نفاذ تھا، مسجدوں میں نافذ کیا گیا جس کے نتیجہ میں حاکم ومحکوم، آقا وغلام امیر وماموروغنی وفقیر، کالے اور گورے بغیر کسی تفریق وامتیاز اور تردد وکراہت کے اپنے رب کریم کے سامنے نہایت عاجزی وانکساری کیساتھ کھڑے ہوتے ہیں ؎

بندہ وصاحب ومحتاج وغنی ایک ہوئے
تیرے دربار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

اب اس طرح حج میں پوری دنیا کے سارے مسلمان رنگ ونسل کی تمیز اور کالے گورے کے مابین تفریق کے بغیر ایک ہی ہیئت اور ایک ہی لباس میں اپنے خالق ومالک کے حضور میں حاضر ہوتے ہیں، عدل وانصاف واخوت ومساوات کی سب سے اعلی وارفع مثال ہمیں فتح مکہ کے دن نظر آتی ہے جب کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال حبشیؓ کو خانہ کعبہ پر چڑھ کر اذان اور کلمۂ توحید کے اعلان کا حکم دیا حالانکہ کعبہ عربوں کے یہاں دور جاہلیت میں بھی حرم مقدس رہا ہے اور یہ اسلام میں بھی قابل صد تعظیم واحترام قبلہ ہے لہذا اس پر ایک کالا حضرت بلالؓ جیسا حبشی غلام کیسے چڑھ سکتا ہے؟ اور اس پر اپنے کالے قدم کیسے رکھ سکتا ہے لیکن اسلام نے ان کو یہ حق دیا، اس طرح کی یا اس سے قریب تر کی مثال دنیا کی کسی قوم وملک میں کیاب ہی نہیں بلکہ ناپید ہے، لیکن اسلامی تہذیب نے آج سے تقریباً سوا چودہ سو سال پہلے اخوت ومساوات کی ایسی عملی واعلی مثال پیش کی جس کی نظیر دنیا کی انسانی تاریخ میں نہیں ملتی ہے حضرت بلالؓ کا خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھنا اس بات کا اعلان تھا کہ انسان سب سے اشرف اور باعزت مخلوق ہے اور وہ اپنے علم اپنی عقل اپنے اخلاق وعادات اور ایمان ویقین کیوجہ سے اس عزت وشرف کا مستحق ہے نہ کہ کالے گورے ہونے کی وجہ سے۔ لہٰذا کسی انسان کے پاس اگر عمل نہ ہو تو اس کا گورا ہونا اسے آگے نہیں بڑھا سکتا، اور نہ کسی انسان کو اگر اسکی عقل وذہانت، محنت ومشقت آگے بڑھادے تو اس کا کالا ہونا اسے پیچھے نہیں کرسکتا۔

یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت ابوذرؓ جو آپ ﷺ کے نہایت معزز جلیل القدر صحابی تھے کیلئے پسند نہیں فرمایا کہ وہ کسی ساتھی کو ''اے کالی کی اولاد'' کہیں بلکہ آپ نے انکی زجر وتوبیخ کی اور نہایت ناراضگی کا اظہار فرمایا اور کہا: ''کیا تم نے اس کو اسکی ماں کے کالے ہونے کا عار دلایا ہے؟ یقیناً تم ایک ایسے آدمی ہو جس میں ابھی بھی جاہلیت باقی ہے''۔

اسلامی عدل وانصاف اخوت ومساوات کی دو چار نہیں سو ہزار نہیں بلکہ بے شمار مثالیں اسلامی تاریخ میں ملتی ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب مسلمان مصر کی فتح کیلئے گئے اور اندر تک گھس گئے تھے حتی کے بابلیون کے قلعہ کے سامنے کھڑے ہوگئے۔ تو مقوقس نے مسلمانوں سے گفتگو کرنے کی خواہش ظاہر کی اور ان کے پاس ایک وفد مسلمانوں کے مصر آنے کا مقصد معلوم کرنے کیلئے بھیجا اور مسلمانوں سے بھی ایک وفد کا مطالبہ کیا تو عمرو بن العاصؓ نے جو اس وقت اسلامی فوج کے سپہ سالار تھے دس آدمیوں کا ایک وفد مقوقس کے پاس بھیجا جن میں عبادہ بن صامتؓ بھی تھے حضرت عبادۃ بن صامتؓ لمبے قد کے تھے اور نہایت کالے تھے حضرت عمرو بن العاصؓ نے حکم دیا کہ وہی مقوقس سے بات کریں گے جب وفد مقوقس کے پاس پہنچا اور حضرت عبادہؓ بات کیلئے آگے بڑھے تو مقوقس کالے ہونے کی وجہ سے ان سے ڈر گیا اور کہا کہ اس کالے کو ہم سے دور کرو اور دوسرے کو مجھ سے گفتگو کیلئے آگے کرو۔ وفد کے سارے لوگوں نے کہا کہ یہ کالا ہم میں رائے اور علم کے اعتبار سے سب سے افضل ہے، یہ ہمارے سردار ہیں، ہم میں سب سے بہتر اور مقدم ہیں ہم سب انکی رائے اور قول کی طرف رجوع

کرتے ہیں، ہمارے امیر نے انہیں کو امیر بنایا ہے اور ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم انکے قول ورائے کی مخالفت نہ کریں، تو اس نے کہا کہ تم لوگ کیسے راضی ہوگئے کہ یہ کالا تم میں سب سے افضل ہو؟ اسے تو تم لوگوں سے کمتر ہونا چاہئے مسلمانوں نے کہا ہرگز نہیں وہ اگر چہ کالے ہیں لیکن مقام ومرتبہ میں، عمل وعقل میں اور رای میں ہم سب سے بہتر ہیں ہم لوگوں میں کالا ہونا معیوب نہیں ہے، پھر مقوقس نے حضرت عبادہؓ سے کہا: ''اے کالے آگے بڑھو اور مجھ سے نرمی سے بات کرو اگر تمہاری بات سخت ہوگی تو میں اور بھی زیادہ ڈر جاؤنگا حضرت عبادہؓ نے دیکھا کہ وہ کالے پن سے ڈر رہا ہے تو مزید خوفزدہ کرنے کیلئے اس سے کہا کہ ہماری فوج میں ایک ہزار ہم سے بھی زیادہ کالے ہیں''۔

کتنی انوکھی ہے اسلامی تہذیب اور اس نے انسانیت کو کس قدر بلند کیا ہے، پہلے تمام لوگ حتی کہ بیسویں صدی کے مہذب لوگ بھی کالے ہونے کو عیب وعار سمجھتے تھے اور کالے کو گوروں کے زمرہ میں شمار کئے جانے کا اہل نہیں سمجھتے تھے تو وہ ان گوروں سے آگے کیسے بڑھ سکتا ہے؟ ان کی قیادت کیسے کر سکتا ہے؟ ان سے رائے، علم اور عقل میں کیسے بہتر ہوسکتا ہے؟ پھر اسلامی تہذیب آئی اور اس نے ان تمام ظالمانہ وجابرانہ معیاروں کا خاتمہ کیا اور ان باتوں کو احمقانہ قرار دیا، اور اس نے علم، عقل رائے اور شجاعت وبہادری کی بنیاد پر کالوں کو گوروں سے آگے بڑھا دیا حضرت عبادہ بن صامتؓ بھی انہیں کالوں میں سے ایک تھے جن کو اسلامی تہذیب نے سیادت وقیادت کے مقام تک پہنچا دیا۔

عبدالملک بن مروان حج کے دنوں میں اعلان کرواتے تھے کہ لوگوں کو صرف اہل مکہ کے عالم، فقیہ اور امام عطاء بن ابی رباح ہی فتوے دے سکتے ہیں حالانکہ عطاء کالے کانے اور لنگڑے تھے انکی ناک پچکی ہوئی تھی سر کے بال گھنگھریالے تھے کوئی انسان انہیں دیر تک نہیں دیکھ سکتا تھا جب وہ اپنے علمی حلقہ میں ہزاروں شاگردوں کے درمیان بیٹھے ہوتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ گویا وہ روئی کے کھیت میں کالا کوا ہیں، اس کالے، کانے، پچکی ناک والے کو ہماری اسلامی تہذیب نے ایک ایسا امام بنا دیا تھا جن کی طرف لوگ فتوے میں رجوع کرتے تھے اور ایک ایسا مدرسہ بنا دیا تھا جن کے ہاتھوں ہزاروں طلباء فارغ ہوتے تھے اور وہ ان شاگردوں کے نزدیک نہایت قابل تعظیم وتکریم اور محبت واہمیت والے سمجھے جاتے تھے، ہماری اسلامی تہذیب میں علم وادب کے میدان میں لائق اعزاز وشرف ایسے کالے ہی تھے انکی کھال کی سیاہی ایسے ادباء ہونے سے مانع نہیں تھی جو خلفاء کے ہم نشین ہوں جیسے شاعر نسیب اور نہ ایسے فقہاء ہونے سے مانع تھی جو فقہ اسلامی کے معتبر مراجع ومصادر تالیف کرتے ہوں جیسے عثمان بن علی الزیلعی فقہ حنفی میں ''الکنز'' کے شارح اور حافظ جمال الدین ابو محمد عبداللہ بن یوسف زیلعی، ''نصب الرایہ'' کے مؤلف یہ دونوں کے دونوں کالے تھے اور ملک حبشہ کے مشہور شہر زیلع کے رہنے والے تھے، کالے غلام کا فوراخشیدی سے کون پڑھا لکھا ناواقف ہوگا جنہوں نے چوتھی صدی ہجری میں مصر پر حکومت کی اور یہ وہی ہیں جنہیں متنبی نے اپنی مدح وہجو گوئی میں زندہ وجاوید بنا دیا۔

خلاصۂ کلام یہ کہ اسلامی تہذیب کالے اور گوروں کے مابین کوئی نسلی امتیاز وتفریق نہیں کرتی اور نہ اس میں کالوں کی کوئی ایسی خاص سوسائٹیاں ہیں جن میں ان کے ساتھ گورے نہیں رہ سکتے اور نہ ان کے ساتھ کسی طرح کا ظلم ہوتا ہے جسکی وجہ سے وہ لوگوں کی نگاہ میں معمولی وحقیر ہوں اور قابل اعتنانہ سمجھے جاتے ہوں، اسلامی تہذیب ایسی انسانی تہذیب ہے جو تمام لوگوں کو حق وانصاف کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔

اور کالوں وگوروں کو انکے اچھے وبرے اعمال کے اعتبار سے اہمیت دیتی ہے: ﴿فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ﴾ آیت میں کالے گورے کا کوئی فرق نہیں کیا گیا ہے اہمیت عمل کو دی گئی ہے اس طرح کی باتیں پچاس سال سے عجیب وغریب سمجھی جارہی تھیں لیکن یہ بدیہیات میں سے ہے کہ کالے اور گورے کے مابین تفریق وامتیاز ایک ایسا غیر انسانی عمل ہے جسے کوئی بھی ترقی یافتہ تہذیب قبول نہیں کرسکتی اور اسلامی تہذیب میں تو اس امتیاز وتفریق کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا ہے کیونکہ یہی تہذیب لوگوں میں الفت ومحبت، اخوت ومساوات اور بھائی چارگی وملنساری کو عام کرنے میں سب سے زیادہ مشہور ومعروف ہے لیکن جس دن سے اقوام متحدہ کا قیام عمل میں آیا اور انسانی حقوق کے عہد وپیمان کا اعلان کیا گیا اسی دن سے اس موضوع کی ضرورت محسوس ہوئی خاص کر جب میں نے جنوبی افریقہ کے نسلی امتیاز کے بارے میں تکلیف دہ باتیں سنیں اور دیکھیں اور کینیا میں خوفناک استعماری جرائم کے بارے میں سنا اور امریکا کے کالے اور گوروں کے حالات سے آگاہ ہوا تو حیرت کی انتہا نہ رہی۔

عجیب وغریب بات ہے کہ جنوبی افریقہ کے حکام جو نسلی امتیاز وتفریق کے علمبردار ہیں اور کینیا کے حبشیوں کے ساتھ سیاسی اور اقتصادی طور پر جبر وتشدد اور ظلم وستم کا معاملہ کرتے ہیں اور امریکا کے

جو بیسویں صدی میں سب سے گھناؤنے انسانی جرائم کی مرتکب ہیں اور دوسرے انسانوں کے ساتھ جبر وتشدد اور ظلم وستم کا برتاؤ محض اس کے کالے ہونے کی وجہ سے روا سمجھتی ہیں۔

جنوبی افریقہ کی حکومت اس ہنگامے کے بعد بھی حقوق وواجبات اور امتیازات میں کالے اور گورے کے مابین تفریق وامتیاز پر مصر ہے جس کو ایشیائی افریقی بلاک نے اقوام متحدہ میں برپا کیا تھا اور انگلینڈ مسلسل اجتماعی قتل وغارت گری کا بازار کینیا میں وہاں کے اصل باشندے ''ماوماؤ'' کیساتھ گرم کئے ہوئے ہے بلکہ اراضی کے اس قانون کے نفاذ پر مصر ہے جو ۱۹۱۵ء میں صادر ہوا تھا اس قانون کے تحت ۲۹ ہزار یوروپین کو کینیائی اراضی میں وہ حقوق حاصل ہونگے جو چالیس لاکھ پچپن ہزار افریقیوں کو حاصل نہیں ہونگے جو اپنے گھروں میں بے گھر کئے جارہے ہیں حالانکہ وہی ملک کے اصل باشندے اور وہاں کے صاحب ثروت ودولت اور مالک ہیں۔

''سرالیوت'' جو کینیا کے ۱۹۰۰ء میں سب سے پہلے مندوب متعین کئے گئے تھے اپنی حکومت کے سیاسی بیان میں کہتے ہیں کہ: ''کینیا کے اندر گوروں کی زمین ہے اور اگر ہم اس میں گوروں کے مصالح کی غالبیت کا اعتراف نہ کریں تو یہ نفاق ہوگا، ہماری سیاست اور ہمارے قوانین کا بنیادی مقصد اور اساسی کردار یہ ہونا چاہئے کہ ہم گوروں کی آبادی قائم کریں کینیا کے یوروپین حکام کا آج تک سیاسی مقصد یہ رہا ہے کہ کینیا کی پوری زمین گورے یوروپین کی ملکیت ہوجائے اور وہ وہاں کی پیداوار میں جس طرح چاہیں تصرف کریں''۔

(جاری)

عمدہ طباعت بہترین کاغذ

خوبصورت سرورق

۱۔تفہیم المنطق =/Rs.120

۲۔مقدمہ شیخ عبدالحق =/Rs.30

۳۔زعیمان لحرکۃ الاصلاح =/Rs.11

۴۔مسلم شریف اول، دوم (مکمل)

=/Rs.350

ناشر

مجلس صحافت ونشریات

ٹیگور مارگ، ندوۃ العلماء، لکھنؤ

مجلس تحقیقات ونشریات اسلام کی جدید ودیدہ زیب طباعت

المرتضیٰؒ

از حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ

امیر المؤمنین سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کی مفصل سوانح حیات۔ مستند کتب تاریخ، ناقابل انکار واقعات وحقائق، تجزباتی وتقابلی مطالعہ کی روشنی میں قیمت:Rs.160

دستور حیات

از حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ

کتاب اللہ اور سنت وسیرت نبوی کی روشنی میں ایک مسلمان کی زندگی کا مکمل دستور العمل، ہدایت نامہ اور نظام زندگی، عقائد وعبادات، اخلاق اور عادات وشمائل کے بارے میں تعلیمات واسوۂ نبوی کی وضاحت، اور اصلاح وتربیت نفس کے لئے قرآنی ونبوی ہدایات وتعلیمات قیمت Rs. 85

طلبہ کے لیے خصوصی رعایت

ناشر: **مجلس تحقیقات ونشریات اسلام**، ندوۃ العلماء، پوسٹ بکس ۱۱۹، لکھنؤ

فقہ وفتاویٰ

سوال وجواب

مفتی محمد ظفر عالم ندوی

سوال: ایک مسجد غیر مسلم آبادی میں ہے، وہاں اب مسلمان نہیں بستے ہیں مسجد بالکل ویران ہے، عمارت بھی منہدم ہوگئی ہے، صرف نشانات اور دیوار کے کچھ حصے باقی ہیں، بعض غیر مسلم اسے خریدنا چاہتے ہیں مسلمانوں نے یہ مشورہ کیا ہے کہ اس جگہ کو فروخت کردیا جائے اور اس کے بدلہ مسلم آبادی میں مسجد بنادی جائے اور یہ اس مصلحت سے کرنا چاہتے ہیں کہ اگر مسجد کی جگہ فروخت نہیں کرتے ہیں تو مسلمان اس کو آباد بھی نہیں کرپائیں گے اور غیر مسلم قبضہ کرلیں گے۔ شرعی حکم کیا ہے؟ آگاہ کریں۔

جواب: مسجد کی جگہ خواہ ویران ہو اور مسلم آبادی وہاں ہو یا نہ ہو وہ جگہ ہر حال میں مسجد ہی کے حکم میں ہے اور قیامت تک رہے گی۔ علامہ حصکفیؒ نے درمختار میں لکھا ہے: ''ولو خرب ماحولہ، واستغنی عنہ یبقی مسجداً أبداً الی قیام الساعۃ وبہ یُفتی''۔ (درمختار مع ردالمحتار: ۵۱۳/۳) علامہ موصوف نے فقہاء کا مفتیٰ بہ قول نقل کیا ہے کہ وہ جگہ قیامت تک مسجد ہی رہے گی خواہ ویران ہوجائے اور اس کے اردگرد آبادی ہو نہ ہو، مسلمانوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ اس جگہ کو آباد کریں، پنج گانہ نہ پڑھ سکیں تو کم از کم جمعہ کی نماز پڑھ کر آباد کرنے کی کوشش کریں، یہ بھی ممکن نہ ہو تو اس کے چاروں طرف دیوار بنادی جائے تاکہ گندگیوں اور غلط استعمال سے حفاظت ہوسکے۔

سوال: ایک مسجد بہت پرانی ہے، کافی بوسیدہ ہوچکی ہے، اب دوبارہ تعمیر ہورہی ہے اور مزید توسیع بھی ہونی ہے، کمیٹی کا مشورہ ہورہا ہے کہ نیچے تہہ خانہ بنادیا جائے اور اسی میں وضوخانہ بنادیا جائے، کیا ایسا کرنا درست ہے؟

جواب: جتنی جگہ پہلے مسجد تھی اس کے نیچے تہہ خانہ میں وضوخانہ بنانا درست نہیں ہے کیونکہ فقہاء نے صراحت کی ہے کہ جو جگہ مسجد بن جاتی ہے وہ تحت الثریٰ سے آسمان تک مسجد کے حکم میں ہوجاتی ہے۔ (البحرالرائق: ۲۴۹/۵) ہاں توسیع والے حصہ میں جہاں پہلے مسجد نہیں تھی، اب مسجد بنتی ہے تو اس کے نیچے تہہ خانہ میں وضوخانہ بنایا جاسکتا ہے، فقہاء نے صراحت کی ہے کہ مسجد کے مصالح کی خاطر مسجد کی بناء کے وقت اگر نیچے تہہ خانہ بنایا جائے تو یہ جائز ہے، وضوخانہ مسجد کے مصالح میں ہے اس لیے اس کی اجازت ہوگی: ''واذا جعل تحتہ سرداباً لمصالحہ أی المسجد جاز کمسجد القدس''۔ (الدرالمختار علی ردالمحتار: ۵۱۲/۳)

سوال: غیر مسلم کا چندہ مسجد کی تعمیر میں لگانا درست ہے یا نہیں؟

جواب: اگر غیر مسلم کار ثواب سمجھ کر چندہ دے رہے ہوں اور ان کے چندہ قبول کرنے میں مفاسد کا اندیشہ نہ ہو مثلاً ان کے مشرکانہ رسوم واعمال میں اس کی وجہ سے چندہ دینا نہ پڑے یا مسلمانوں کے سیاسی استحصال کا اندیشہ نہ ہو تو تعمیر مسجد میں غیر مسلم کا چندہ قبول کرنا درست ہوگا۔

سوال: ایک گاؤں میں ایک نہایت پرانی مسجد ہے اور بوسیدہ ہوگئی ہے، لوگوں نے اسے شہید کردیا ہے، اس میں مزید توسیع کی ضرورت ہے لیکن توسیع کے مسئلہ کی وجہ سے دوسرے محلہ والوں نے اپنے محلہ میں ایک نئی مسجد بنالی ہے اور اس میں نماز ادا کررہے ہیں، مخالف محلہ والے اس نئی مسجد کو 'مسجد ضرار' کہتے ہیں، کیا ان کا یہ کہنا درست ہے کیا اس نئی مسجد میں نماز درست نہیں ہے؟

جواب: پرانی مسجد میں اگر تمام نمازیوں کی گنجائش نہ ہو اور توسیع بھی دشوار ہو یا مسجد دوسرے محلہ والوں کے لیے اتنی دور ہو کہ جماعت میں شریک ہونا دشوار ہو یا مستقل فتنہ وفساد سے بچنا مقصود ہو، اگر ان مصالح کے پیش نظر نئی مسجد بنائی جائے تو اسے 'مسجد ضرار' نہیں کہا جاسکتا بلکہ یہ مسجد شرعی ہے، اس پر مسجد کے تمام احکام جاری ہوں گے اور اس میں نماز درست ہوگی۔ 'مسجد ضرار' وہ مسجد کہلاتی ہے جو مسلمانوں کو نقصان پہونچانے اور مسلمانوں کے درمیان تفریق وانتشار پھیلانے کی غرض سے بنائی گئی ہو جیسا کہ منافقین نے مسجد قبا کے بالمقابل مسجد بنائی تھی، جسکا مقصد عبادت ادا کرنا نہیں بلکہ مسلمانوں کو نقصان پہونچانا اور مسلمانوں کی صفوں میں انتشار وتفریق پیدا کرنا تھا، اللہ تعالیٰ نے اسی مسجد کو 'مسجد ضرار' کہا ہے: ﴿وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِداً ضِرَاراً وَكُفْراً وَتَفْرِيقاً بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾۔ (توبہ: ۱۰۷)

☆☆☆☆☆

حقوق و آداب

حضرات صحابہ کرامؓ کے حقوق و آداب

خالد فیصل ندوی

قال اللہ تعالیٰ: اَلسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (سورۃ توبہ/۱۰۰)

ترجمہ: مہاجرین وانصار میں سے جو سب سے پہلے (ایمان لانے میں) سبقت کرنے والے ہیں اور پھر جن لوگوں نے احسان واخلاص کے ساتھ ان کی پیروی کی ہے، اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہوگئے اور وہ سب (بھی) اللہ تعالیٰ سے راضی ہوگئے اور اللہ تعالیٰ نے ان سب کے لئے ایسی جنتیں تیار کر رکھی ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، ان میں یہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے، یہی بڑی کامیابی ہے۔

بلا شبہ حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم دین اسلام کے ترجمان وعلمبردار، قرآن عظیم کے محافظ وپاسبان، سنت نبوی (علی صاحبہا الصلوۃ والسلام) کے حامل ومبلغ، بلند سیرت وکردار کے حامل وداعی اور امت مسلمہ کے محسن ومعمار ہیں، یہی وجہ ہے کہ امت مسلمہ میں ان کو بڑا اونچا مقام ومرتبہ حاصل ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی ہدایت ورہنمائی، اور حضرت رسول اللہ ﷺ کی مثالی تعلیم وتربیت نے ان کو مکمل اسلامی سانچہ میں ڈھال کر پوری امت مسلمہ بلکہ پوری انسانیت کے لئے بہترین نمونہ وآئیڈیل بنا دیا تھا۔ قرآن مجید میں ہے کہ ''اور اسی طرح ہم نے تم (مومنوں) کو ایک متوازن امت بنایا ہے تاکہ تم دنیا کے عام لوگوں پر گواہ رہو'' (سور بقرہ/۱۴۳) اور یہ بات قابل ذکر ہے کہ شریعت کی اصطلاح میں صحابی اس شخص کو کہتے ہیں جس نے حالت اسلام میں حضرت رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہو یا اسے آپ ﷺ کی صحبت نصیب ہوئی ہو خواہ ایک لمحہ کے لئے کیوں نہ ہو۔

حضرات صحابۂ کرامؓ کی کل تعداد حضرت رسول اللہ ﷺ کی وفات حسرت آیات کے وقت کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار تھی اور جن صحابۂ کرامؓ سے کتب حدیث میں روایات منقول ہیں، ان کی تعداد ساڑھے سات ہزار ہے۔ اور ان صحابۂ کرامؓ کا تعارف حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کے قلم گہربار نے کیا خوب کرایا ہے کہ:

''آپ ﷺ کے تیار کئے ہوئے افراد میں سے ایک ایک نبوت کا شاہکار ہے اور نوع انسانی کے لئے باعث شرف وافتخار ہے، انسانیت کے مرقع میں بلکہ اس پوری کائنات میں حضرات پیغمبروں کو چھوڑ کر اس سے زیادہ حسین وجمیل، اس سے زیادہ دلکش ودل آویز تصویر نہیں ملتی، جو ان کی زندگی میں نظر آتی ہے، ان کا پختہ یقین، ان کا گہرا علم، ان کا سچا دل، ان کی بے تکلف زندگی، ان کی بے نفسی، خدا ترسی، ان کی پاکبازی، پاکیزگی، ان کی شفقت ورافت، اور ان کی شجاعت وجلادت، ان کا ذوق عبادت اور شوق شہادت، ان کی شہسواری اور ان کی شب زندہ داری، ان کی سیم وزر سے بے پروائی اور ان کی دنیا سے بے رغبتی، ان کا عدل، ان کا حسن انتظام دنیا کی تاریخ میں اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ مختلف قبائل، مختلف خاندانوں اور مختلف حیثیتوں کے افراد ایک خوش اسلوب متحد القلوب خاندان میں تبدیل ہوگئے اور اسلام کی انقلاب انگیز تعلیم اور رسول اللہ ﷺ کی معجزانہ صحبت نے ان کو شیر وشکر بنا دیا''۔ (دو متضاد تصویریں)

اور ایک غیر مسلم مغربی فاضل ''کائتانی'' اپنی کتاب ''سنین اسلام'' میں صحابۂ کرامؓ کو بہترین خراج تحسین پیش کرتے ہوئے رقم طراز ہے کہ ''یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی اخلاقی وراثت کے سچے نمائندے، مستقبل میں اسلام کے مبلغ، اور محمد ﷺ نے خدا رسیدہ لوگوں تک جو تعلیمات پہنچائی تھیں، اس کے امین تھے، رسول اللہ ﷺ کی مسلسل قربت اور ان سے محبت نے ان لوگوں کو فکر وجذبات کے ایک ایسے عالم میں پہنچا دیا تھا، جس سے اعلیٰ اور متمدن ماحول کسی نے دیکھا نہیں تھا، درحقیقت ان لوگوں میں ہر لحاظ سے بہترین تغیر ہوا تھا اور بعد میں انھوں نے جنگ کے مواقع پر مشکل ترین حالات میں اس بات کی شہادت پیش کی کہ محمد ﷺ کے اصول وافکار کی تخم ریزی، زرخیز زمین میں کی گئی تھی، جس سے بہترین صلاحیتوں کے انسان وجود میں آئے، یہ لوگ مقدس صحیفہ (قرآن مجید) کے امین اور اس کے حافظ تھے اور رسول اللہ ﷺ سے جو لفظ یا حکم انھیں پہنچا تھا، اس کے زبردست محافظ تھے''۔

ان صحابۂ کرامؓ کے فضائل ومناقب قرآن وحدیث

میں بہت کثرت سے بیان ہوئے ہیں۔ قرآن مجید کی مختلف سورتوں (بقرہ، آل عمران، نساء، مائدہ، اعراف، انفال، توبہ، حج، مومنون، نور، فرقان، سجدہ، احزاب، فتح، حدید، مجادلہ، حشر، صف، اور بینہ) میں حضرات صحابۂ کرامؓ کی بہت سی امتیازی صفات اور کمالات، مختلف انداز واسلوب میں بیان ہوئے ہیں، ان میں سے قابل ذکر خصوصیات یہ ہیں کہ حضرات صحابۂ کرامؓ، اللہ تعالیٰ کے منتخب ومختار بندے ہیں اور حضرت رسول اللہ ﷺ کے بعد پوری دنیا کے لئے اسوہ ونمونہ ہیں (سورہ حج/۷۸) نیز یہ حضرات اللہ تعالیٰ کے نہایت محبوب اور پسندیدہ بندے ہیں اور بخشے بخشائے ہیں حتی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو "رضی اللّٰہ عنہم ورضوا عنہ" کا پروانہ خوشنودی عطا فرمادیا ہے (سورہ توبہ/۱۰۰) اور اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ان کی خلافت وحکومت کی بشارت دی ہے (سورہ حج/۴۱) اور آخرت میں اللہ تعالیٰ نے ہر صحابی سے، ان کے ایمان، انفاق اور جانی قربانیوں کے نتیجہ میں ''جنت'' کا اہم وعدہ فرمایا ہے۔ (سورہ حدید/۱۰)

اسی طرح احادیث مبارکہ میں حضرات صحابۂ کرامؓ کے مناقب بہت تفصیل کے ساتھ مذکور ہیں، احادیث کی تمام کتابوں میں بہت اہتمام کے ساتھ مناقب صحابہؓ بیان ہوئے ہیں کہ حضرات صحابۂ کرامؓ تمام انسانوں سے بہتر ہیں، ایک حدیث شریف میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ''سب سے بہتر میرے زمانہ کے لوگ ہیں'' (بخاری ومسلم) ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''تم لوگ تمام روئے زمین کے انسانوں سے بہتر ہو''۔ (بخاری ومسلم) حضرات صحابۂ کرامؓ اللہ تعالیٰ کے منتخب وچنندہ بندے ہیں چنانچہ آپ ﷺ کا ارشاد عالی ہے کہ ''اللہ تعالیٰ نے حضرات انبیاء علیہم السلام کے علاوہ تمام مخلوق میں سے میرے صحابہ کو چھانٹا ہے اور ان میں سے چار (ابوبکرؓ عمرؓ عثمانؓ اور علیؓ) کو ممتاز کیا ہے، ان کو میرے سب صحابہ سے افضل قرار دیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ''آپ ﷺ (کے انتخاب) کے بعد (اللہ تعالیٰ نے) لوگوں کے قلوب پر نظر ڈالی تو کچھ لوگوں کو آپ ﷺ کے اصحاب اور اپنے دین کے ناصر ومددگار اور آپ ﷺ کے وزراء اور نائبین کے طور پر منتخب فرمایا''۔ (مؤطا امام محمد) اسی طرح حضرات صحابۂ کرامؓ دنیا میں پوری امت کے امن وامان کے باعث ہیں، ایک حدیث میں ہے کہ ''میرے صحابہؓ میری امت کے امن وامان کے ذریعہ ہیں، جب میرے سارے صحابہ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوجائیں گے تو میری امت پر تمام وہ آفات اور مصائب ٹوٹ پڑیں گے، جنکی وعیدان کو دی گئی ہیں''۔ (مسلم) حضرات صحابۂ کرامؓ اس دنیا میں خیر وبرکت اور فتح ونصرت کے موجب ہیں، ایک حدیث میں ہے کہ ''ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ مسلمانوں کا لشکر روانہ کیا جائے گا اور (بوقت روانگی وجہاد) لوگ اس تلاش وجستجو میں ہوں گے کہ کیا اس لشکر میں کوئی صحابیؓ موجود ہیں، ایک صحابیؓ اس لشکر میں مل جائیں گے اور انہی کی برکت سے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے اس لشکر کو فتح نصیب فرمائیں گے''۔ (بخاری ومسلم) اور حضرات صحابۂ کرامؓ قیامت کے دن اپنے مدفون علاقہ کے لوگوں کے قائد اور رہنما بن کر اٹھائے جائیں گے، ایک حدیث میں ہے کہ ''کوئی صحابیؓ کسی سرزمین وعلاقہ میں نہیں وفات پاتے ہیں مگر وہ روز قیامت اس علاقہ کے لوگوں کے قائد اور رہنما بن کر اٹھائے جائیں گے'' (ترمذی) حضرات صحابۂ کرامؓ میں سے ہر ایک صحابی جنت جائیں گے اور جہنم کی آگ سے محفوظ رہیں گے، ایک حدیث میں ہے کہ ''جہنم کی آگ اس مسلمان کی چھو نہیں سکتی ہے، جس نے مجھے دیکھا ہے یا میرے دیکھنے والوں کو دیکھا ہے''۔ (ترمذی)

قرآن وحدیث میں حضرات صحابۂ کرامؓ کے کچھ حقوق وآداب بیان ہوئے ہیں، ان میں سے قابل ذکر اہم حق یہ ہے کہ ان کے شایان شان ان کی تعظیم وتکریم کی جائے کیوں کہ حضرات صحابہ کرامؓ کے اکرام کرنے کا حکم آپ ﷺ نے اپنی امت کو بالکل واضح انداز میں دیا ہے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''میرے صحابہ کا اکرامؓ کرو کیوں کہ صحابہ تم تمام میں سب سے زیادہ بہتر ہیں''۔ (نسائی) حضرات صحابہؓ کے اکرام کا تقاضا ہے کہ ان کے تذکرہ کے وقت ان کا پورا پورا پاس ولحاظ رکھا جائے، پوری رعایت برتی جائے اور تحریر وتقریر کے وقت ان کے بارے مین بڑے احتیاط سے کام لیا جائے، کیونکہ حضرات صحابۂ کرامؓ کے پاس ولحاظ کرنے میں ہم مسلمانوں کا ہی فائدہ ہے، روز قیامت حضرت رسول اللہ ﷺ کی حفاظت نصیب ہوگی اور حوض کوثر تک پہنچنا ممکن ہوسکے گا، آپ ﷺ کا ارشاد عالی ہے کہ ''جو شخص حضرات صحابہؓ کے بارے میں میری رعایت کرے گا، میں قیامت کے دن اس کا محافظ ہوں گا''۔ ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ''جو میرے صحابہؓ کے بارے میں رعایت رکھے گا وہ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچ سکے گا، اور جو ان کے

بارے میں میری رعایت نہ کرے گا وہ میرے پاس حوض کوثر تک نہیں پہنچ سکے گا اور مجھے دور ہی سے دیکھے گا"۔ (حکایت صحابہ) حضرات صحابہ کرامؓ کی تعظیم کا یہ بھی تقاضا ہے کہ ان سے محبت اور تعلق رکھا جائے، کیوں کہ ان سے محبت وتعلق رضائے الٰہی کا ذریعہ ہے اور ان سے عداوت وبغض رضائے الٰہی سے محرومی کا باعث ہے اور دنیا وآخرت میں بڑے نقصان وخسارہ اور رسوائی وعذاب کا موجب ہے، آپ ﷺ نے ایک حدیث میں بہت ہی جامع انداز میں ہم مومنوں کو مؤثر تنبیہ فرمائی ہے کہ "اللہ تعالیٰ سے میرے صحابہ کے بارے میں ڈرو، اللہ تعالیٰ سے میرے صحابہ کے سلسلہ میں ڈرو، میرے بعد ان کو ملامت کا نشانہ مت بناؤ، جو شخص ان سے محبت رکھتا ہے، میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت رکھتا ہے اور جو ان سے بغض رکھتا ہے وہ میرے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھتا ہے، جو شخص ان کو اذیت وتکلیف دے، اس نے مجھ کو اذیت دی اور جس نے مجھ کو اذیت دی، اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی اور جو شخص اللہ تعالیٰ کو اذیت دیتا ہے، بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو (دنیا وآخرت میں) سزا اور عذاب میں مبتلا کردے"۔ (ترمذی) ایک دوسری حدیث میں بہت ہی بلیغ ومؤثر اسلوب میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ "میرے صحابہ کو برا مت کہو، اگر تم میں سے کوئی شخص اُحد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تب بھی وہ ان کے ایک مُد (ایک کلو وزن کے برابر ایک پیمانہ) یا نصف مد (جو) خرچ کرنے کے برابر بھی ثواب کا مستحق نہ ہوگا"۔ (بخاری ومسلم) یقیناً حضرات صحابہ کرامؓ کی شان میں گستاخی کرنا اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام مومنوں کی لعنت وملامت کا موجب ہے، ایک حدیث میں ہے کہ "جو شخص حضرات صحابہؓ کرام کو گالیاں دے، اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت، فرشتوں کی لعنت اور تمام آدمیوں کی لعنت ہے، نہ اس کا فرض مقبول ہے اور نہ نفل"۔ (حکایت صحابہ) ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے ایسے گستاخ پر لعنت بھیجنے کا صریح حکم دیا ہے کہ "جب تم لوگ حضرات صحابہ کرام کو گالی دیتے ہوئے (منافق) لوگوں کو دیکھو تو کہو کہ تمہاری بدگوئی پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو (ترمذی) یہ حقیقت قابل ذکر ہے کہ حضرات صحابہ کرامؓ کو گالی دینا حرام اور گناہ کبیرہ میں سے ہے"۔ اس لئے تمام مومنوں کو چاہئے کہ حضرات صحابہ کرامؓ کی تنقیص وتنقید سے بچے، صرف ان کی تعریف وتوصیف کریں کیوں کہ ان کی تعریف ایمان کی علامت ہے اور ان کی تنقیص (بے عزتی) نفاق کی پہچان ہے۔ حضرت ایوب سختیانیؒ نے بالکل بجا فرمایا ہے کہ "جو صحابہؓ کی تعریف کرتا ہے وہ نفاق سے بری ہے اور جو صحابہؓ کی بے ادبی کرتا ہے وہ بدعتی، منافق اور سنت کا مخالف ہے مجھے اندیشہ ہے کہ اس کا کوئی عمل قبول نہ ہو یہاں تک کہ ان سب کو محبوب رکھے اور ان کی طرف سے دل صاف ہو"۔ (حکایت صحابہ) اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ حضرات صحابہ کرامؓ کی شان عالی میں گستاخی کرنے والوں سے دوری اختیار کی جائے اور ان سے ہرگز کوئی تعلق نہ رکھا جائے چنانچہ آپ ﷺ نے ایک حدیث میں اپنی امت کو زوردار انداز میں متنبہ فرمایا ہے کہ "بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے (تمام بندوں میں) مجھے منتخب فرمایا ہے اور میرے لئے اصحاب، انصار اور رشتہ داروں کو منتخب فرمایا ہے، عنقریب کچھ لوگ ایسے آئیں گے جو میرے صحابہ کو برا کہیں گے اور ان کی تنقیص (بے ادبی) کریں گے پس تم ان کے ساتھ میل ملاپ نہ کرنا، نہ ان کے ساتھ کھانا پینا اور نہ ان کے ساتھ شادی بیاہ کرنا۔ (مرقاۃ)

حضرات صحابہ کرامؓ کا دوسرا اہم ترین حق یہ ہے کہ ان کے اعمال وافعال میں اور ان کے اخلاق وقیم میں ان کی اتباع وپیروی کی جائے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے سابقین اولین صحابہ کرامؓ کی اتباع واقتداء پر ہم تمام مومنوں کو اپنی خوشنودی کی بشارت دی ہے (سورہ توبہ/۱۰۰) اور ان کی زندگی کو ہمارے لئے اسوہ ونمونہ قرار دیا ہے اور ان کے عمل کو مثالی قرار دیا ہے (سورہ حج/۷۸) اسی طرح احادیث مبارکہ میں ان کی اتباع وپیروی کی تاکید وترغیب بہت اہتمام سے بیان ہوئی ہے، ایک حدیث میں ہے کہ "میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں، جس کی اتباع کروگے ہدایت پاؤگے"۔ محققین اہل سنت والجماعت نے سورہ توبہ (آیت/۱۰۰) سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اصحاب نبیؐ مقتدایانِ امت ہیں اور تمام صالحین ان کے تابع ہیں (تفسیر ماجدی) چنانچہ حضرت رسول اللہ ﷺ کی سنت کے بعد حضرات صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چلنا دنیا وآخرت میں کامیابی وکامرانی کا موجب ہے ایک طویل حدیث میں ہے کہ "میری امت تہتر (۷۳) فرقوں میں تقسیم ہوگی، ایک فرقہ کے علاوہ سب فرقے جہنم میں جائیں گے حضرات صحابہ کرامؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! جنت میں جانے والا فرقہ کون سا ہوگا؟ آپ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ جو فرقہ اس راستہ پر جما رہا جس پر میں اور میرے صحابہؓ ہیں"۔ (ترمذی) اسی طرح آپ ﷺ نے بعض اوقات بعض خاص صحابہ کرامؓ کی اتباع وپیروی کرنے کا حکم عالی فرمایا ہے، آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ

"میں تم لوگوں میں اپنے قیام کی مقدار نہیں جانتا، پس میرے بعد دو صحابہ کرام کی اقتدا کرنا اور آپ ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی طرف اشارہ فرمایا"۔ (ترمذی) اور ایک دوسری حدیث میں چاروں خلفائے راشدینؓ کی سنت پر گامزن ہونے کی مؤثر ترغیب دی ہے کہ "میری سنت اور حضرات خلفائے راشدینؓ کی سنت تم تمام پر واجب ہے اور اسکو اپنی داڑھوں (دانتوں) سے مضبوط پکڑلو"۔ (ابوداؤد)

مذکورہ بالا دو حق کے علاوہ حضرات صحابہ کرامؓ کے اور بھی حقوق وآداب ہیں ان میں سب سے زیادہ قابل ذکر حق "دفاع صحابہؓ" ہے، موجودہ حالات میں اس حق کی ادائیگی بہت ضروری ہے، اس حق سے پہلوتہی باعث لعنت ہے چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ "جب فتنے یا بدعات ظاہر ہونے لگیں اور میرے صحابہ کو برا کہا جانے لگے تو عالم کو چاہئے کہ اپنے علم کو کام میں لاکر صحابہ کرامؓ کا دفاع کرے، اور جو شخص حضرات صحابہ کا دفاع نہیں کرے گا تو اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت، فرشتوں کی لعنت اور تمام لوگوں کی لعنت ہو، اور اللہ تعالیٰ نہ اس کے فرض قبول فرمائیں گے اور نہ ہی نفل" (مرقاۃ) بہرکیف حضرت قاضی عیاضؒ نے اپنی مشہور کتاب "شفاء" میں حضرات صحابہ کرامؓ کے اہم حقوق بیان کرتے ہوئے کیا خوب تحریر فرمایا ہے کہ "ان حضرات کو برائی سے یاد نہ کرے، بلکہ ان کی خوبیاں اور ان کے فضائل بیان کیا کرے اور عیب کی باتوں سے سکوت کرے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "جب میرے صحابہؓ کا ذکر (برا ذکر) ہو تو سکوت کیا کرو"۔

یقیناً حضرات صحابہ کرامؓ تاریخ ساز، عہد آفریں شخصیات کا مجموعہ ہیں اور یہ حضرات اللہ تعالیٰ کی نعمت عظمیٰ کے پرتو، حضرت رسول اللہ ﷺ کی تربیت کے ثمرہ اور اسلام کی صداقت کی دلیل وحجت ہیں اور یہ حضرات بلاشبہ حضرت مسیح علیہ السلام کی زبان میں "زمین کا نمک اور پہاڑی کا چراغ" تھے، جن سے ان کی اپنی ہم عصر دنیا نے رشد وہدایت کا نور حاصل کیا اور آج کی تاریکیوں میں بھی ان کی بلند سیرت وکردار کی شعاعوں سے ہم اپنی زندگیاں منور کرسکتے ہیں اور ان کی مثالی زندگی سے اپنی دنیا وآخرت دونوں سنوار سکتے ہیں اور دونوں جگہ کامیاب وکامراں ہوسکتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہم تمام مومنوں کو ان کے نقش قدم پر خلوص واحسان کے ساتھ چلنے کی توفیق ارزانی فرمادے اور ان کی محبت وعظمت ہمارے دلوں میں راسخ فرمادے۔ آمین

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ آمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَؤُفٌ رَّحِيْمٌ۔ (حشر/۱۰)

☆☆☆☆☆

Declaration Of Ownership & Other Details

Form-4 Rule-8

Name Of Paper:	Tameer-e-Hayat
Place Of Publication:	Lucknow
Periodicity Of Publication :	Fortnightly
Cheif Editor:	SHamsul Haque Nadwi
Nationality:	Indian
Address:	Campus Darul Uloom Nadwatul Ulama Tagore Marg.Lucknow U.P.INDIA
Printer & Publisher :	Athar Husain
Nationality:	Indian
Address:	21,Adnan Palli,Near Hira Public School Ring Road, Dubagga Kakori,Lucknow.

I Athar Husain Printer, Publisher Declare That The above information Is correct To the best Of Knowledge and belief.

Athar Husain

عالم اسلام

تیونس-اسلام، مسلمان اور موجودہ انقلاب

محمد جاوید اختر ندوی

تیونس کے موجودہ انقلاب کا سبب بظاہر تیونس کے ایک چھوٹے سے قصبہ 'سیدی بوزید' میں ۱۷ر دسمبر ۲۰۱۰ء کو ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ بے روزگار نوجوان محمد البوعزیزی کی خود سوزی بتایا جاتا ہے۔ محمد صرف تین سال کی عمر میں یتیم ہوگیا تھا، اب بڑی محنت و مشقت کے بعد کسی قدر گھر چلانے کے قابل ہوا تھا کہ اس کی برسرِ عام توہین و بے عزتی کی گئی، ظلم و جبر کی چکی میں پس کر یہ نوجوان اپنی جان دے گیا اور اپنی بیوہ ماں کو بے سہارا اور تن تنہا چھوڑ گیا، لیکن اس یتیم نوجوان کی یہ کوشش پوری قوم کی آزادی کی بنیاد بن گئی، اور ایک انقلاب و صبحِ امید کا تخندے گئی۔

اقوام و ملل، حکومتوں کے عروج و زوال اور سیاسی و بین الاقوامی حالات پر گہری نظر رکھنے والے اصحاب فکر و نظر اس کے مختلف اسباب و علل بیان کر رہے ہیں اور مزید اسباب ایسے ہیں، جن پر سے ابھی پردہ نہیں اٹھا ہے اور تجزیہ نگاران کا بھرپور تجزیہ کریں گے، لیکن تاریخ کے نشیب و فراز کے ان ظاہری اسباب سے ہٹ کر دیکھا جائے تو دین اسلام یہ بتاتا ہے کہ اصل طاقت و حکومت تو بس خدائے لم یزل کی ہے، اس سرزمین پر مختصر سی طاقت و قوت رکھنے والے افراد اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور اسکے عادلانہ و قاہرانہ نظام سے غافل اہل دولت و ثروت و حکومت اپنی ظاہری طاقت و قوت اور مال و دولت کے نشہ میں مست ہو کر جب خدا کو بھول جاتے ہیں اور ایسی حرکتیں کرتے ہیں کہ انسان تو کیا فرشتے بھی ششدر رہ جائیں تو پل جھپکتے خالق عالم کی ایک تدبیر ان کی تمام تر تدبیروں پر پانی پھیر دیتی ہے، خدائے لم یزل نے بالکل سچ کہا: ﴿وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ﴾ (آل عمران/۵۴)

ایک بندۂ مومن کے سامنے ہر آن فطرت کا یہ بے لاگ قانون رہتا ہے کہ ﴿وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ﴾ اور ﴿وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ﴾ یعنی ہم اس سلسلۂ ایام کو لوگوں کے مابین بدلتے رہتے ہیں۔

ذیل میں اس اسلامی ملک پر حکومت کرنے والے دو سابق صدور (حبیب بورقیبہ اور بن علی) کے چند "کارنامے اور اسلامی اصلاحات" پڑھتے چلئے:

تیونس کے حالیہ انقلاب کے بعد ایک نوجوان نے جو برسوں جیل میں رہ چکا تھا، اپنی آپ بیتی سناتے ہوئے کہا کہ:

"جیل میں ہم پر اکثر تشدد ہوا، لیکن سب سے زیادہ تشدد اس وقت ہوتا جب ہم میں سے کوئی وہاں نماز پڑھتے ہوئے پکڑا جاتا، نوجوان قیدی نے کہا کہ ایک اسلامی ملک میں نماز ادا کرنا جرم تو نہیں ہے، لیکن نماز چونکہ دینداری کی علامت ہے اور اگر کسی نوجوان میں دینداری کی کوئی علامت پائی جاتی تو یہ اس کی 'بنیاد پرستی' اور 'دہشت گردی' کی علامت سمجھی جاتی، اس لئے نوجوان کا نماز ادا کرنا جرم قرار دیا گیا، ایک وقت تو ایسا بھی آیا کہ نماز کے وقت مساجد میں جماعت کھڑی ہوجاتی تو اچانک مساجد کے دروازوں کے باہر پولیس کی لاریاں کھڑی کردی جاتیں اور نمازیوں میں سے نوجوانوں کو الگ چھانٹ کر لاریوں میں ٹھونس کر لے جاتیں، کبھی یہ بھی ہوتا کہ فجر کے وقت رہائشی آبادیوں کا جائزہ لیا جاتا تاکہ یہ معلوم ہو کہ کس کے گھر میں بتیاں روشن ہیں، اس وقت اگر کوئی اٹھ کر نماز پڑھنے لگ جاتا ہے تو وہ یقیناً پکا 'بنیاد پرست' ہے"۔

لیکن اللہ تعالیٰ بھی اپنے مخلص بندوں کے کیسے کیسے راستے دکھاتا ہے، اور کس کس طرح رہنمائی کرتا ہے، اس کو بھی پڑھتے چلئے، نوجوان نے اپنی جیل بیتی بیان کرتے ہوئے کہا کہ:

"ہم نے مختلف تدبیروں سے نماز پڑھنا شروع کردی، کبھی اشاروں سے، کبھی کوٹھری میں چھپ کر، لیکن جلاد بھی بضد تھا کہ "دہشت گردی" کے خلاف کارروائیاں جاری رکھنا ہے، انہوں نے کوٹھری کی چھت میں سوراخ کرا کے اوپر عارضی تختے رکھ دیے، دن رات کے کسی وقت وہ کوٹھری کے پیچھے سے اوپر چڑھتے اور اچانک تختہ ہٹا کر چھاپہ مارتے کہ کہیں کوئی "دہشت گردی" کا ارتکاب تو نہیں کر رہا ہے، ہم نے باری باری کمبل میں لیٹ کر نماز پڑھنا شروع کردیا، جلاد آتا تو حیرانی سے پوچھتا: یہ اتنی گرمی میں کمبل کیوں اوڑھ رکھا ہے؟ ہم بتاتے کہ طبیعت ٹھیک نہیں"۔

تیونس ایک ایسا مسلمان ملک ہے جس کی تاریخ تیرہ سو سال پر محیط ہے۔ اسلام کی روشنی افریقہ کے اس علاقہ میں پہلی صدی ہجری (۶۹۸ء) میں پہنچی اور (۱۸۸۳ء) میں فرانس کے غلبہ تک یہ حسین و جمیل ملک اسلامی قلمرو میں ایک نگینہ کی مانند دمکتا رہا، درمیان میں یورپ کی عیسائی یلغار (Crusade) کے زمانے میں اسے نصف صدی (۱۵۲۴ء-۱۵۷۴ء) کے لیے ہسپانیہ کے تسلط کا تلخ تجربہ بھی ہوا۔ اولین بارہ سو سال میں تیونس نے مسلمان حکمران خاندانوں (عرب، بربر، فاطمی، موحدون اور عثمانیہ سب ہی) کے اقتدار کا مزہ چکھا۔ عوامی سطح پر تصوف کے تمام ہی بڑے سلسلوں کے اثرات اس سرزمین پر رہے، خاص طور پر قادریہ، الرحمانیہ، عیساویہ، تیجانیہ اور عروسیہ وغیرہ۔

اسلام کی آمد کے ساتھ ہی جامع الزیتونیہ دینی، اصلاحی اور علمی سرگرمیوں کا مرکز رہی اور ابن خلدون جیسا نابغۂ روزگار مفکر اور علوم عمرانیات کا بانی بھی اسی سرزمین کا گل سرسبد تھا۔ ابتداء ہی سے اہل تیونس مالکی مذہب کے پیرو تھے۔ عثمانی دور میں ملک کی آبادی کے ایک حصہ نے حنفی مسلک اختیار کرلیا اور اس طرح مالکی اور حنفی فقہ دریا کے دو دھاروں کی طرح اس علاقہ کو

سیراب کرتے رہے اور بڑی ہم آہنگی کے ساتھ یہ کام انجام دیتے رہے۔ واضح رہے کہ جامع الزیتونیہ نے ۱۲۰۷ء میں باقاعدہ جامعہ الزیتونیہ (زیتونیہ یونیورسٹی) کا درجہ حاصل کرلیا تھا، جہاں تمام دینی علوم کے ساتھ لغت، سائنس اور طب کے ہر شعبہ کی تعلیم بھی دی جاتی تھی۔ اور زیتونیہ کے مدارس کا سلسلہ ملک کے طول و عرض میں قائم تھا اور مرکزی جامعہ میں ہزاروں طلبہ علم کے چشمے سے فیضیاب ہوتے تھے۔

تیونس کی تاریخ کا تاریک ترین دور فرانس کا نوآبادیاتی زمانہ تھا، جو بڑی آزمائش کا دور تھا۔ مارچ ۱۹۶۵ء میں تیونس آزاد ہوا، مگر آزادی کے ساتھ ہی اہل تیونس کی آزمائش کا دوسرا دور شروع ہوگیا، جس میں اقتدار بیرونی حکمرانوں کے ساتھ ہی اہل تیونس کے دو آمروں کے ہاتھوں میں مرکوز ہوگیا، یعنی حبیب بورقیبہ (1956ء-1987) اور زین العابدین بن علی (1987ء-2011ء)۔ فرانس نے اپنے زمانہ تسلط میں تیونس میں شریعت کے قانون کو ذاتی زندگی کے امور تک محدود کردیا۔ اس کے ساتھ تیونس پبلک لا کو بھی فرانس کے نظام قانون کے مطابق ڈھال دیا گیا۔ یوں زبان، تعلیم، تہذیب، تمدن، معیشت و سیاست ہر شعبۂ زندگی کو فرانس کی تہذیب کے رنگ میں رنگنے کے سامراجی ایجنڈے کو بڑی بے دردی اور قوت سے آگے بڑھایا گیا۔ اس دور میں دین کی ہلکی سی روشنی اگر کہیں سے میسر تھی تو وہ خانقاہیں اور مساجد اور مدرسے تھے۔

تیونس میں صدر حبیب بورقیبہ نے پورے طور پر ترکی کے کمال اتاترک کی طرح اسلامی روایات و اقتدار کو ہٹانا شروع کردیا تھا، اسی کی اقتدا زین العابدین بن علی نے کی، یاد رہے کہ صدر حبیب کے زمانہ میں بن علی وزیر داخلہ تھے، اور تمام اسلام مخالف کارروائیوں اور 'روشن خیالی' کے نفاذ میں براہ راست شریک تھے، ان دونوں نے نماز اور شعائر اسلام کو دہشت گردی کی علامت قرار دیدیا تھا اور اسی پر بس نہیں کیا بلکہ جو اسلامی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے پکڑے جاتے، انہیں سخت سزائیں دی جاتیں اور جیل کی سلاخوں کے پیچھے بند کردیا جاتا، صدر حبیب بورقیبہ نے اسلامی احکام کے اندر واضح طور پر تبدیلی کردی، اور پوری قوم کے سامنے اس کا اعلان کر کے آئین و قانون کے طور پر نافذ بھی کردیا، یہاں اس کے چند نمونے قارئین ملاحظہ کرسکتے ہیں:

☆ صدر حبیب بورقیبہ نے "روشن خیالی" کے عنوان سے حجاب (سر پر اسکارف رکھنے) کو جرم قرار دیتے ہوئے کسی بھی باحجاب خاتون کو تعلیمی اداروں میں داخلے، سرکاری دفاتر میں ملازمت یا اسپتال سے علاج کروانے پر پابندی عائد کردی، اس کی ظالم پولیس اہلکار سر پر اسکارف رکھنے والی کسی بھی خاتون کا حجاب سرِ راہ نوچ ڈالتے، حبیب بورقیبہ نے ایک بار خود اس روشن خیال کارروائی میں حصہ لیا، اس نے ایک ہال میں اجتماع منعقد کیا، جس میں کچھ خواتین کو سر پر اسکارف رکھ کر شریک کروایا گیا، اور پھر صدر بورقیبہ نے دوران تقریب ان میں سے ایک خاتون کو اسٹیج پر بلایا اور اس کا اسکارف سر سے نوچ کر پاؤں تلے روندتے ہوئے کہا: "آئندہ اس رجعت پسندی کا ارتکاب مت کرنا"۔

☆ صدر بورقیبہ اور بن علی یہ تمام کارروائیاں "اسلام کے حقیقی ہیرو اور دینی پیشوا" ہونے کے دعوے کے ساتھ کرتے تھے، موسم گرما میں جب رمضان المبارک آیا تو ایک روز اعلان ہوا کہ صدر مملکت ریڈیو، ٹی وی پر قوم سے براہ راست خطاب کریں گے، دوپہر کے وقت صدر مملکت سرکاری ٹی وی اسکرین پر نمودار ہوئے، اور اعلان کیا: میں صدر مملکت ہونے کی حیثیت سے مسلمانوں اور ان کے تمام امور کا ذمہ دار اور ان کے تمام مفادات کا محافظ ہوں، اور گرمی کی شدت کی وجہ سے چونکہ لوگوں کی قوت کار متاثر ہورہی ہے، اس لئے میں بحیثیت "ولی امر المسلمین" اعلان کرتا ہوں کہ لوگ اس سال رمضان میں روزے نہ رکھیں"۔ یہ کہنے کے بعد براہ راست خطاب کے دوران کچھ نوش کرتے ہوئے روزہ خوری کا عملی مظاہرہ کیا۔

☆ 'ولی امر المسلمین' ہونے کے دعویدار صدر مملکت نے اعلان فرمایا کہ: "قرآن میں وراثت کے اصول کے مطابق مرد کا حصہ خواتین سے دوگنا بتایا گیا ہے، جب یہ آیات نازل ہوئی تھیں، اس وقت خواتین معاشی زندگی میں عملاً شریک نہیں تھیں، اس لئے ان کے یہ حصے رکھے گئے تھے، آج ہماری خواتین ترقی کی دوڑ میں مردوں کے شانہ بشانہ حصہ لے رہی ہیں، اس لئے اب وراثت میں مردوں اور خواتین کا حصہ برابر ہوگا"۔ اب یہ وہاں کا باقاعدہ قانون اور آئین بن چکا ہے۔

☆ روشن خیال صدر بورقیبہ کے نزدیک عدم مساوات کا ایک پہلو یہ بھی قابل اعتراض تھا کہ مرد کو تو چار بیویاں رکھنے کی اجازت دیدی گئی لیکن عورت کے ساتھ زیادتی ہوگئی کہ اسے چار شوہر رکھنے کی اجازت نہ ملی، اس لیے کے مردوں پر بھی پابندی عائد کردی، قانون بن گیا کہ مرد بھی صرف ایک ہی شادی کرسکتا ہے، خلاف ورزی کرنے والے کو جیل جانا پڑے گا۔ (ترجمان القرآن)

حبیب بورقیبہ کی اس 'روشن خیالی' کے خلاف جس نے بھی آواز احتجاج بلند کیا اسے 'نامعلوم افراد' میں شامل کردیا گیا، ایک روز اچانک اعلان ہوا کہ وزیر داخلہ زین العابدین بن علی نے صدر بورقیبہ کا تختہ الٹ دیا ہے، اور کہا گیا: صدر اپنے بڑھاپے اور بیماری کے باعث امور مملکت انجام دینے کے قابل نہیں رہے، اور مزید چند برس گمنامی میں گزار کر اسے بھی قبر میں اترنا پڑا۔

بن علی نے اپنے آقا کا تختہ الٹا تو یہ ۷ر نومبر ۱۹۸۷ء کا دن تھا۔ مکمل اقتدار سنبھالنے کے بعد اس نے اعلان کیا کہ ملک میں جمہوریت کی داغ بیل ڈالیں گے مگر کہاں؟ وہی ظلم و جبر کا نظام قائم رہا۔ زین العابدین کے ۲۳ سالہ دور اقتدار میں ۵ بار انتخابات ہوئے اور ہر مرتبہ اس ہر دل عزیز صدر کو ۹۰ فیصد سے زائد ووٹ حاصل ہوئے۔ حجاب، داڑھی اور نماز روزے سمیت دینی شعائر کی اسی طرح تضحیک و توہین ہوتی رہی۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق ۲۳ سالہ دور اقتدار میں ساڑھے تین لاکھ سے زائد افراد کو ان کے خیالات و نظریات کی سزا کے طور پر جیلوں کی ہوا کھانی پڑی۔ ☆☆☆

روداد سفر

حیدرآباد کے دو دن

محمود حسن حسنی ندوی

گلبرگہ جو نظام اسٹیٹ کا حصہ رہا ہے، تقسیم ملک کے بعد ریاست کرناٹک کا ضلع قرار پایا، اردو ثقافت یہاں غالب رہی ہے، نظام کے اثرات یہاں آج بھی محسوس کئے جاتے ہیں گرچہ اب اس کا تعلق حیدرآباد سے نہیں، بنگلور سے ہے۔ گلبرگہ آئے بنگلور کیوں رہ جاتا، اور پھر حیدرآباد سے چشم پوشی کیوں کر ہوتی؟ بالآخر پروگرام میں حیدرآباد بھی شامل ہوگیا، حضرت مولانا مدظلہ بنگلور سے روانہ ہوتے وقت کچھ طبیعت ناساز ہوگئی لیکن یہ بات وقتی تھی اور رات کی ٹرین سے ہم سب بخیریت صبح حیدرآباد پہونچے۔ ابوالحسن غلام محمد بٹنی صاحب نے استقبال کیا، اوران کا گھر قیام گاہ تھا۔ حیدرآباد سفر کا ایک حصہ تعزیتی ملاقاتیں تھیں، مولانا حمید الدین عاقل حسامی، انجینئر سید غلام محمد صاحب، ڈاکٹر سید عبدالمنان صاحب اور ندوی فاضل ڈاکٹر سید راشد نسیم (شعبہ عربی سیفل یونیورسٹی) کے بھائی کا حادثۂ وفات، وہ سانحات تھے جن پر فون کے ذریعہ فوری طور پر تعزیتی پیغامات ارسال کردئے گئے تھے، لیکن ان کے اہل خانہ سے گھروں پر جاکر ملاقات اور تسلی کے کلمات کا حق باقی تھا، اور یہ حق اس قریبی تعلق کی وجہ سے ہے جو ان افراد کا حضرت مولانا مدظلہ اور ندوۃ العلماء سے رہا، ان سب کے یہاں کے لئے وقت نکالا گیا، اور تلافی مافات کی گئی۔

حضرت مولانا مدظلہ کے اس قیام سے مقامی اخبارات نے بھرپور فائدہ اٹھانے کی کوشش کی، چنانچہ منصف کے نمائندہ کی حیثیت سے برادرم محمد شاکر ندوی نے سوالات پیش کئے، اور انٹرویو لیا، جس کا آخری سوال یہ تھا کہ موجودہ عالمی تناظر میں مسلمانان عالم کے نام آپ کا کیا پیغام ہے، حضرت مولانا مدظلہ کا جواب تھا: ''پیغام تو اصل وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا تھا: "الا فلیبلغ الشاھد الغائب" کہ جو حاضر ہیں وہ غائب تک پیغام کو پہنچائیں، کہ امت محمدی کو داعی امت بنایا گیا ہے، امت کو اپنے اپنے دائرہ میں اصلاح کا کام کرنا چاہئے، اور الحمدللہ اس سلسلہ میں بیداری شروع ہوگئی ہے، جو یورپ، امریکہ، مشرقی ممالک، چین اور جاپان میں بھی ہے، ہر مسلمان کو دعاؤں کا خوب اہتمام کرنا چاہئے کہ حدیث پاک میں اس کو مومن کا ہتھیار کہا گیا ہے، اور نمازوں میں کوتاہی سے بچنا چاہئے کہ قرآن مجید میں اس کے ذریعہ مدد حاصل کرنے کو کہا گیا ہے۔

روزنامہ ''سیاست'' کے نمائندے اطہر معین نے بھی کئی اہم سوالات کئے جن میں تین اہم سوالات تھے۔ دینی مدارس کو امریکی امداد کے تناظر میں پوچھے گئے سوال کے جواب میں حضرت مولانا نے کہا کہ ملت اسلامیہ کو اسلام دشمن طاقتوں سے چوکس رہنا چاہئے، چونکہ یہ طاقتیں جہاں ظاہری دشمنی کرتی ہیں وہیں غیر محسوس طریقہ سے ملت اسلامیہ کو کھوکھلا کرتے ہوئے اسلام کو نقصان پہونچانے کے درپے رہتی ہیں۔ امریکہ جس پر یہودیوں کا غلبہ ہے اس کی پالیسیاں بھی اسی لابی کے زیر اثر ہوتی ہیں۔ امریکہ جو ایسی کوششوں میں پیش پیش ہے وہ خود ہی تباہی کے دہانے پر پہونچ رہا ہے مگر ہمیں ملت اسلامیہ کے خلاف اختیار کئے جانے والے حربوں کا شکار نہیں ہونا چاہئے، جو لوگ نادانستگی میں دام فریب میں آرہے ہیں انہیں یہ جان لینا چاہئے کہ طاقتیں کبھی بھی ہماری ہمدرد نہیں ہوسکتیں اور ان کی مدد کے پیچھے کوئی نہ کوئی راز پوشیدہ رہتا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ یہودی اسلام کے کھلے دشمن ہیں۔ یہ طاقتیں اپنی بساط بھر کوششیں کرتی رہتی ہیں مگر اللہ رب العزت کا فضل ہے کہ ان باطل طاقتوں کو حتمی طور پر شکست ہوتی ہے۔ ماضی میں بھی یہ طاقتیں اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہونچانے کی کوششیں کرتی رہیں مگر انہیں صرف عارضی کامیابی ملی۔ انہیں حتمی کامیابی نہ کبھی نصیب ہوئی ہے اور نہ ہوگی۔

مسلم مطلقہ خاتون کو عدت کے بعد بھی نان ونفقہ کی حقدار قرار دینے پر سپریم کورٹ کے فیصلہ کو نظیر بنا کر مسلم وکلاء کی جانب سے نان ونفقہ کا مطالبہ کرتے ہوئے عدالتوں میں مقدمہ دائر کئے جانے کے بارے میں پوچھے گئے دوسرے سوال کے جواب میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے صدر محترم نے کہا کہ شرعی احکام کے عین مطابق زندگی گزارنے کے لیے ملت اسلامیہ کو تلقین وراغب کرنے کے لیے بورڈ کی جانب سے تفہیم شریعت کی تحریک چلائی جارہی ہے۔ مولانا نے کہا کہ مسلم وکلاء کو ایسے مقدمات دائر کرنے سے اجتناب کرنا چاہئے چونکہ

اگر ہم ہی شریعت سے روگردانی کرنے لگیں تو اغیار سے کیا گلہ کرسکتے ہیں۔ ہماری کوشش ہے کہ مسلم وکلاء کو ایسے مقدمات سے باز رکھنے کے لیے انہیں شرعی نکات سے آگاہ کیا جائے۔ اس سلسلہ میں ہم انہیں صرف ایسے مقدمات دائر نہ کرنے کی ہی ترغیب دے سکتے ہیں۔ مسلم وکلاء اور مطلقہ خواتین کو چاہئے کہ وہ دنیاوی فائدہ کی بجائے اخروی فائدہ کو پیش نظر رکھیں۔

ان سوالات میں تیسرا الرزادینے والا سوال یہ تھا کہ: عشق میں مسلم لڑکیوں کے ارتداد کے واقعات زیادہ پیش آرہے ہیں، حضرت مولانا نے فکرمندی ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ: ''یہ سب کچھ اغیار کے طور طریق اختیار کرنے کا نتیجہ ہے، ہماری نسل کو جو ماحول مل رہا ہے اس کے نتیجہ میں ان میں دین کا فہم ہی نہیں رہا، ہر مسلمان کو ہمیشہ یہ احساس ہونا چاہئے کہ وہ ایک مسلمان ہے، اور اس کی زندگی کا ہر لمحہ اللہ رب العزت اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے منشاء کے مطابق ہو، والدین کو نہ صرف اسلام پر کاربند ہونا چاہئے بلکہ اولاد کی تربیت بھی اس انداز سے کریں کہ وہ بیرونی اثر کو قبول کرنے کے بجائے اپنی زندگی ایک مسلمان کی حیثیت سے گزاریں، انہوں نے کہا کہ والدین کو اپنی اولاد کی تربیت پر خاص توجہ دینی چاہئے چونکہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اولاد کی تربیت بھی والدین کی اہم ذمہ داری ہے''۔

حیدرآباد میں لوگوں سے گفتگو، اور اخبارات کے مطالعہ سے سب سے زیادہ فکر میں ڈالنے والی بات جو محسوس ہوئی وہ یہی سوال تھا جو اطہر معین صاحب نے کیا، اور دوسری تشویشناک بات سود کا رواج اور اس کے جواز کے فتوے حیدرآباد میں موضوع گفتگو تھے، انسان اس وقت جاہ ومال اور خواہش پرستی میں ایسا مبتلا ہوگیا کہ مرنے کے بعد کی زندگی کی اسے ذرا فکر نہیں رہ گئی ہے خلاصہ یہ کہ آخرت پر سے ایمان جاتا رہا ہے۔ اللہ خیر کرے!!

اسی لئے حضرت مولانا کو حیدرآباد کی تبلیغی مرکز میں ہفتہ واری اجتماع میں بڑے مجمع کو خطاب کا موقع ملا تو آپ نے دعوت اور اس کے ساتھ استغفار کی طرف توجہ دلاتے ہوئے یہ بات فرمائی کہ دعوت اور استغفار ترک کرنے پر عذاب الٰہی نازل ہوگا، آپ نے فرمایا:

''مسلمانوں کی جو قوم دعوت الی اللہ کے منصب کو فراموش کردیتی ہے اور استغفار ترک کردیتی ہے وہ خطرہ میں پڑجاتی ہے اور اللہ رب العزت کا اس پر عذاب نازل ہوتا ہے، رب کائنات کو سب سے پسندیدہ کام دعوت الی اللہ ہے۔ جن قوموں نے اس کو ترک کردیا وہ قومیں ختم ہوگئیں اور ملک سے نکال دی گئیں، اندلس کی تاریخ ہمارے سامنے ہے دعوت کے کام میں کوتاہیاں ہوئی تھیں اور امت سے ایسی ایسی حرکتیں سرزد ہوئیں جو اللہ رب العزت کو گوارہ نہیں تھیں۔

خالق کائنات نے جب نبوت کے سلسلہ کو حضرت محمد ﷺ پر ختم کردیا تو دعوت کا فریضہ امت کے سپرد کردیا، دعوت الی اللہ دراصل ایمان، عمل صالح، اشاعت دین، دعوت کے راستہ میں تکالیف کو برداشت کرنے اور اس کی تلقین کرنے اور قربانی وایثار کی متقاضی ہے۔ جو ان تقاضوں پر پورا اترتا ہے اسے نہ صرف اس کے اپنے اعمال کا اجر ملے گا بلکہ اس کی دعوت کے نتیجہ میں جتنے بھی انسان راہ راست پر آجائیں ان کے اعمال کا اجر بھی اسے ملتا رہے گا۔ آج سارے انسان اس فکر میں مبتلا ہیں کہ مال بڑھے یا عزت بڑھے جس کے لئے وہ ساری تدابیر اختیار کرتے ہیں مگر دعوت کا مقصد ومنشاء ایمان بڑھے، نیکی بڑھے اور اللہ سے تعلق بڑھے، ہوتا ہے۔ اس لئے ملت اسلامیہ کو دعوت کے فریضہ سے غفلت نہیں برتنی چاہئے''۔

حضرت مولانا نے فرمایا کہ:

''بعض وقت ایک جملہ بھی تباہی کا باعث بن جاتا ہے اور اللہ کی شان میں گستاخی پر فوری سزا بھی دے دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے غیظ وغضب سے بچنے کے لیے ہمیں اپنی زندگی کو اس کے بتائے ہوئے راستہ پر چلتے ہوئے گزارنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے رہنا چاہئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو معصوم مبعوث کئے گئے تھے اور جن کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اطاعت واتباع رب سے معمور تھا اور جن کے باعث عذاب الٰہی رک رہے تھے، وہ برگزیدہ ہستی دن میں ستر ستر مرتبہ استغفار کیا کرتی تھی، تیز ہوا چل جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فوراً مسجد پہنچ کر بارگاہ ایزدی سے رجوع ہوتے اور استغفار کرتے''۔

مولانا مدظلہ نے کہا کہ: ''ہم کو نیکی کرتے ہوئے، اطاعت رب کے مطابق زندگی گزارتے ہوئے اسے اپنا کارنامہ سمجھنے کی بجائے یہ احساس رکھنا چاہئے کہ یہ سب اللہ رب العزت کی توفیق اور فضل کی بنا پر ہے۔ توفیق دینا اور مقدر کرنا تو خالق کائنات کا فضل ہے مگر اس کے اسباب ہوتے ہیں جن کا تعلق ہماری نیت واعمال سے ہے۔ اللہ تعالیٰ جب ہم پر سے توجہ ہٹالیتا ہے تو سزا دیتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کی توجہ ہم سے ہٹ جاتی ہے تو ہم پر مصیبت

نازل ہوتی ہے، اللہ رب العزت کسی آدمی کو اتنی ہی تکلیف دیتے ہیں جتنا وہ سہہ سکتا ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ کوئی مصیبت ہماری کسی تدبیر سے ٹل گئی ہے مگر ایسا نہیں ہے۔ اللہ رب العزت نے تو انسانوں کی حفاظت کے لیے فرشتے مامور کر رکھے ہیں، آدمی کو پتہ بھی نہیں چلتا کہ کیسے فرشتے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ اللہ رب العزت اپنے نیک بندوں کو ہر وقت مصائب سے اس لئے نہیں بچاتا کہ کہیں وہ غرور وتکبر میں مبتلا نہ ہو جائے"۔

مولانا نے کہا کہ: "یہ زندگی ایک امتحان ہے۔ اللہ رب العزت مصائب دے کر صبر کا اور راحتیں دے کر شکر گزاری کا امتحان لیتا ہے، اس لئے بندہ کو چاہئے کہ خیر کو اللہ سے منسوب کرے اور تکلیف پہنچے تو اسے اپنے سے منسوب کرے کہ یہ ہماری کسی غلطی یا کوتاہی کا نتیجہ ہے۔ بعض وقت اللہ تعالیٰ بندہ کو کبھی تنبیہ دینے تو کبھی سزا دینے کے لیے مصائب میں مبتلا کرتا ہے تو کبھی جزا دینے کے لئے اس کو تکلیف دیتا ہے۔ اکثر بندہ کی نیکیاں اتنی نہیں ہوتیں کہ اسے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے بدلے اجر ملے تو اس کی تلافی کے لئے تکلیف دیتا ہے۔ اگر بندۂ مومن کو کانٹا بھی چبھتا ہے تو اس کی تکلیف کا اسے اجر ملتا ہے ہمیں ہر حال میں اللہ تعالیٰ پر راضی ہونا چاہئے، واویلا اور شکوہ شکایت اور بے صبری سے گریز کرنا چاہئے چونکہ اس سے ہمیں منع کیا گیا ہے"۔

اخیر میں حضرت والا نے فرمایا کہ: "جب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشفق ومہربان چچا اور اسی برس غم گسار زوجہ محترمہ کا انتقال ہوا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کفار ان مکہ کی ریشہ دوانیوں سے پریشان ہو کر ان کے مقابل اپنا ایک مضبوط حامی وطرفدار پیدا کرنے کے لئے طائف پہنچے تو طائف کے تین بڑے سرداروں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت کرنے کی بجائے نہایت بدتمیزی کا مظاہرہ کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے غنڈے لڑکوں کو لگا دیا، محسن انسانیت ﷺ کے لطیف دل کی کیا کیفیت ہوگی، بیان نہیں کیا جا سکتا۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت اپنے رب سے جو دعا مانگی وہ قیامت تک کے لئے بنی نوع انسانی کی رہنمائی کرتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے شکوہ کرنے یا طائف کے باشندوں کے حق میں بددعا کرنے کے بجائے اپنے رب کی رضا پر استقامت کا اظہار کرتے ہوئے مصائب سے راحت کے لئے دعا کی"۔

حیدرآباد کا قیام گو بہت مختصر تھا مگر اہل تعلق نے اس سے خوب فائدہ اٹھایا، امیر جماعت تبلیغ حیدرآباد حاجی نعیم اللہ خان جو بزرگ وداعی انسان ہیں، اخلاق کا بہترین نمونہ ہیں، باوجود کبرسنی اور معذوریوں کے حضرت کے ساتھ رہے، خطاب بھی سنا، اور بعض دوسرے مقامات پر ساتھ گئے، مولانا حسامیؒ کے گھر تعزیت کے موقع پر مدینہ منورہ میں مقیم انجینئر عبدالرشید حیدرآبادی کے پوتے، پوتی کو دیکھ کر ہم سب کو مسرت ہوئی جو جعفر پاشا حسامی کے نواسہ، نواسی ہیں۔ جعفر پاشاہ صاحب اپنے والد کی جگہ پر ہیں، اور سر پر انہیں جیسا رومال رکھتے اور باندھتے ہیں البتہ امیر آندھرا پردیش کی حیثیت سے مولانا جمال الرحمٰن کا انتخاب ہوا ہے، وہ صاحب سلسلہ بزرگ بھی ہیں اور دارالعلوم حیدرآباد کے مؤقر استاد۔

ڈاکٹر محسن عثمانی ندوی اپنی مشغولیتوں کی وجہ سے باوجود خواہش وتقاضہ کے ملنے نہ آسکے۔ ڈاکٹر اقبال حسین خان ندوی ملنے آئے، مصور ندوی، مصطفیٰ خان ندوی، معزالدین ندوی، فصیح الدین ندوی، شاکر ندوی، الیاس ہاشمی ندوی، احمد زکریا غوری، ابن غوری صاحب (نلگنڈہ، اے پی) ملنے آئے۔ پرانے کرم فرما بہاء الدین صاحب نے تعلق کی انتہا کر دی، اطلاع پاتے ہی اپنی معذوریوں کے باوجود تشریف لائے اور ذیشان صاحب نے ایک وقت کھانے کا بھی اہتمام کیا، عبدالقدیر صاحب جو بڑے تاجر اور تبلیغی وداعی ہیں ایک وقت عشائیہ کا اہتمام کیا، اسٹیشن بھی اہل تعلق کی ایک جماعت چھوڑنے آئی، عموماً آنا جانا سکندرآباد اسٹیشن سے ہوتا ہے، اس وقت حیدرآباد اسٹیشن سے بھوپال کو روانگی تھی۔

بھوپال میں گو قیام چند گھنٹوں کا رہا، لیکن یوسف ندوی صاحب، فوزان صاحب، صحافی عارف عزیز صاحب، مولانا بابر حسین ندوی، عرفان صاحب، ایوب صاحب ندوی اور دیگر حضرات نے ویسا ہی خیال رکھا جیسا وہ رکھتے رہیں۔ تاج المساجد کی نمائندگی مولانا عبدالسبحان نے حسب معمول کی، پیر سعید میاں مجددی سے ملاقات کے لیے وقت نکالنا مشکل تھا، سلام پہونچانے اور دعا کی درخواست کرنے پر اکتفا کیا گیا، قیام کلیم اللہ خاں صاحب کے یہاں ہی رہا، ان کا پورا گھر بڑی محبت کے ساتھ معاملہ کرتا رہا، بھائی سبحان بھٹکلی بنگلور سے بھٹکل دو ہفتہ کی اجازت لے کر والد محترم کی خدمت پر چلے گئے، ان کی کمی محسوس ہوتی رہی اور کئی بار وہ یاد کئے گئے۔ بارك الله فيه ووفقه لما يحبه ويرضاه۔

۱۵ر دسمبر بدھ کو صبح لکھنؤ واپسی ہوئی۔

MOHD. YASIN MOHD. YAMIN
PERFUMERS
EXPORTERS & IMPORTERS
Tayyab Shamama — طیب شمامہ
Shamama Abid Special — شمامہ عابد اسپیشل
Amber Abid — عنبر عابد
Mushk Amber — مشک عنبر
Attar Hena — عطر حنا
Attar Gulab — عطر گلاب
Attar Keora — عطر کیوڑہ
Attar Motia — عطر موتیا
Attar Zafran — عطر زعفران
Rooh Khus — روح خس
Jannatul Firdaus — جنت الفردوس
Majmua — مجموعہ
Kannauj-209725 (U.P.)
Tel. : 05694-234445, 234725, Fax : 234388
Mobile : 09839208298 (Mohd. Furqan)
E-mail : mymykannauj@yahoo.co.in

ماہ مبارک کی عبادت مبارک مبارک!
روز عید کی مسرت مبارک مبارک!
ولی اللہ جویلرس کے طالب
پروپرائٹر: ولی اللہ
ولی اللہ جویلرس
WALIULLAH
Jewellers
ALL KINDS OF GOLD, SILVER & DIAMOND JEWELLERY
Mob. 9415090544, 9936672278
Phone : 0522-2627446 (S)
e-mail : waliullahjewellers@gmail.com
Jutey Wali Gali, Aminabad, Lucknow

R.U. KHAN
MOBILE : 9335916892, 9415001164
E-mail: acelabelworld@in.com
riyazwise@gmail.com
ACE LABEL WORLD
We help make brands!
Manufacturers Quality Woven Labels, Monograms And Tags

ممبئی کے قارئین کی خدمت میں
ALAUDDIN TEA
44, Haji Building S.V. Patel Road
Null Bazar, Mumbai-400003
Tele Add Cupkettle
Ph: 23460220-23468708

MAQBOOL JEWELLERS

CAFE FIRDOS
فردوس کیفے
Partly Air Condition
MOGHALAI & CHINESE FOOD
Tel.: 23424781 - 23459921
145, Sarang Street, Crawford Market, Mumbai-400003

Mohd. Zubair
Mohd. Salman
0522-2618629
09415028247
09919091462
Sahara
FOOTWEAR
wholesale
35, Amethi House, Near Post Office, Aminabad, Lucknow-18

Contact:
Mr. M. Alam : 9919035067
Mr. M. Imran : 9415757256
Mr. M. Zeeshan : 9044555611
Phone: 0522-3098047
ریڈی میڈ مردانہ ملبوسات کا قابل اعتماد مرکز
اعلیٰ کوالٹی، جدید ترین فیشن کے ساتھ
Shirt, Trousers, Coats, Embroidered Sherwanis, Pullowers, Jackets, Kurta-Suits, Night Suits, Gown & Ties
شادی بیاہ، تیوہار اور تقریبات کے لئے شاندار ذخیرہ، تشریف لائیں قابل بھروسہ برانڈ
menmark®
Men's Exclusive
MFG, Wholesale, Export & Retail
58, Halwasia Market, Hazratganj, Lucknow-226001